امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ سید محمد قاسم حاجی پوریؒ
■ ممکنات (کتابوں کی دنیا)
■ CAA کے ذریعہ ملک کی ناکام حکومت......
■ علم دین کے حصول کا مقصد
■ آزادی ہند کی تاریخ اور مسلمانوں کی قربانیاں
■ علامہ شیخ حلبی کی جرأت وبیباکی
■ اخبار جہاں، طب وصحت، ہفتہ رفتہ
■ ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 03 مورخہ ۲۴ رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰ رجنوری ۲۰۲۰ء روز سوموار

بین السطور

بدلی ترتیب بدلا منظرنامہ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

احتجاج مظاہرے، دھرنے اور ریلیوں کے باوجود عوامی مخالفت کو نظر انداز کر کے مرکزی حکومت نے سی اے اے (شہری ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء) کے نفاذ کے لیے نوٹیفکیشن جاری کر دیا اور گزٹ میں طبع کروا دیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ پورے ہندوستان میں یہ قانون ۱۰ رجنوری ۲۰۲۰ء سے نافذ ہو گیا ہے حکومت نے ان مخالفتوں کی پرواہ تو نہیں کی، لیکن اپنے طریقہ کار میں بڑی تبدیلی کر دی ہے، پہلے منصوبہ یہ تھا کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے آئے ہندو، سکھ، بودھ، عیسائی، جینی اور پارسی جو ان آر سی میں نہیں آپائیں گے اور ان کے پاس کوئی کاغذات نہیں ہوں گے ان کو شہریت دیدی جائے گی اور اسی کا تذکرہ امیت شاہ بار بار کیا کرتے تھے کہ رفیوجیوں کو شہریت دیں گے اور گھس پیٹھیوں کو چن چن کر نکالیں گے، لیکن اب جب کہ ان آر سی کی مخالفت بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے اور کئی ریاست بشمول بہار، مغربی بنگال، چھتیس گڈھ اور کیرالہ نے اس کو عملی طور پر نافذ کرنے سے انکار کر دیا ہے، مرکزی حکومت نے ایسے تمام غیر قانونی طور پر داخل ہونے والے لوگوں کو سوائے مسلمانوں کے اور ان لوگوں کے جو ان تین ملکوں سے باہر سے آئے ہیں، سروے کرا کر شہریت سپرد کرنے کی کارروائی کا آغاز کر دیا ہے، اس سلسلہ میں اولیت اتر پردیش کو حاصل ہے، جہاں کی یوگی سرکار نے صرف انیس اضلاع کے اسی ہزار ایسے گھس پیٹھیوں کی جو سی اے اے ترمیمی قانون کی رو سے شہریت پانے کے حقدار ہیں، نشاندہی کر کے مرکزی حکومت کے پاس بھیج دیا ہے، ان میں صرف پیلی بھیت سے تیس (۳۰) تا پینتیس (۳۵) ہزار غیر مسلم غیر قانونی گھس پیٹھیوں کے نام ہیں، اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ کا عجلت میں اٹھایا گیا یہ قدم ہے، اور واہ واہی بٹورنے کی ایک کوشش، ورنہ صحیح بات تو یہ ہے کہ جب مرکزی حکومت نے سروے کا کام شروع ہی نہیں کرایا تو کس حیثیت سے یوگی نے فہرست بنا کر مرکز کو بھیجا، اس کے پیچھے سوچی سمجھی سازش ہے اور بڑی تعداد میں مسلم رائے دہندگان کو ان کی حق رائے دہی سے محروم کرنا ہے۔

ادھر مرکزی حکومت نے ان پی آر کے نام پر ترُپ کا ایک پتہ کھیلا ہے، ان پی آر کے بارے میں جو ضابطہ ہے اس میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے کہ یہ ان آر سی کی طرف پہلا قدم ہے، مرکزی حکومت لوگوں کو دھوکے میں رکھ کر مردم شماری کے نام پر ان پی آر کروانا چاہتی ہے، اس میں جن کو مشکوک (ڈاؤٹ فل) لکھ دیا جائے گا اس کو اپنی شہریت ثابت کرنے کے لیے کاغذات پیش کرنے ہوں گے اور دفاتر کے چکر لگانے ہوں گے، اسی لیے پورے ہندوستان سے ان پی آر کے بائیکاٹ اور "کاغذ نہیں دکھائیں گے" کے نعرے بلند ہو رہے ہیں، المیہ یہ ہے کہ جن ریاستوں نے ان آر سی کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے، ان کا ذہن بھی ان پی آر کے سلسلے میں صاف نہیں ہے، وہ اسے مردم شماری کا ایک حصہ ہی مان رہے ہیں، خود نتیش کمار اس پر ۱۹ رجنوری کے بعد غور کرنے کی بات کر رہے یں، کیوں کہ وہ ابھی "جل جیون ہریالی" میں مشغول ہیں، وہ "جل" کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے ان کنوؤں کی صفائی کا بھی حکم دے رہے ہیں، جو برسوں پہلے پاٹ دیے گیے اور غریبوں نے اس پر اپنے گھر بنا رکھے ہیں، گو سرکاری کاغذات میں وہاں پر اب بھی کنویں کا ذکر موجود ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس مہم سے فراغت کے بعد وہ اس پر غور کے لیے وقت نکال پائیں گے، مختلف جگہوں سے جو رپورٹیں آ رہی ہیں، اس میں مختلف خدمات اور سہولیات کے حصول پر بھی ان پی آر کی حمایت میں دستخط لیے جا رہے ہیں، بی جے پی اور آر اس اس کے نمائندوں نے جو گاؤں دیہات میں قہر مچا رکھا ہے، وہ الگ ہے۔ دوسری طرف احتجاج اور مظاہرے کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے، اور سخت ٹھنڈ میں بھی ان پی آر، ان آر سی واپس لو، سی اے اے منظور نہیں کہ نعروں سے پورا ہندوستان گرم ہو رہا ہے۔

ان حالات میں بہت جلد صبح صادق کے طلوع کی امید نہیں کرنی چاہئے، یہ ایک لانبی لڑائی ہے اور راستہ طویل ہے اس میں نہ پاؤں کے آبلوں کا شمار کرنا ہے اور نہ ہی تھک کر بیٹھ جانے کی گنجائش ہے۔ چلے چلو کہ ابھی وہ منزل نہیں آئی

امریکہ اور ایران کے درمیان قاسم سلیمانی کی موت کے بعد سرد جنگ جاری تھی اور پوری دنیا تیسرے عالمی جنگ کی آہٹ سن رہی تھی، ایران نے عراق میں امریکہ کے دو فوجی اڈوں پر حملہ کر بھی دیا تھا، جس کے نتائج کے بارے میں متضاد خبریں آ رہی تھیں، ایران کا دعویٰ تھا کہ امریکی فوجی اڈے کو جو نقصان پہونچنا تھا وہ تو پہونچا ہی، اس کے اسی (۸۰) فوجی ہلاک ہوئے، جب کہ امریکہ نے جانی نقصان سے انکار کیا اور بعد میں جو کچھ سامنے آیا وہ امریکی بیانات کے زیادہ مطابق تھا، اسی درمیان امریکہ نے ایران کے حلیف ممالک کو قابو میں رکھنے اور اعتماد میں لینے کے لیے بلاشرط مذاکرات کی میز پر آنے کی دعوت دیدی، ظاہر ہے جنگ کوئی نہیں چاہتا تھا، اس لیے ایران کے بلند بانگ دعووں اور دھمکیوں کی ہوا نکل گئی، ایرانی عوام میں بھی قاسم سلیمانی کی ہلاکت پر جوش وخروش تھا کچھ ٹھنڈا ہو گیا۔

اسی درمیان ایرانی افواج سے ایک ایسی غلطی سرزد ہو گئی، جس نے احتجاج اور مظاہروں کا رخ ایرانی حکومت کی طرف موڑ دیا، ہوا یہ کہ یوکرین کا ایک مسافر بردار طیارہ جو ایک سو چھہتر (۱۷۶) لوگوں کے لے کر سفر کر رہا تھا، ایرانی فوج کے میزائیل حملے سے گر کر تباہ ہو گیا اور سارے مسافر موت کی نیند سو گیے، ایرانی فوج نے اسے کروز میزائیل سمجھ کر مار گرایا، شروع میں ایرانی حکومت نے اسے ایک حادثہ قرار دیا، لیکن اب سٹیلائٹ کا زمانہ ہے، اب آپ کے لیے ممکن نہیں کہ بات کو چھپالیں، چنانچہ امریکہ، برطانیہ، کناڈا اور یوکرین نے ایک روز بعد ہی یہ ثابت کر دیا کہ طیارہ مشینی خرابیوں کی وجہ سے نہیں گرا، بلکہ اسے مار گرایا گیا ہے، اتنے واضح دلائل کے سامنے آنے کے بعد ایرانی حکومت کو ماننا پڑا کہ یہ ایک انسانی غلطی تھی، اور امریکی حملہ سے خائف ایرانیوں نے اسے بھی دشمن کا طیارہ سمجھ کر مار گرایا، اس اقرار کے بعد ایران میں نئے احتجاج اور مظاہرے شروع ہوئے، لوگ حسن روحانی کی حکومت سے استعفیٰ مانگنے لگے، طیارہ میں ایرانی نزاد دستاون کینڈا کے شہری تھے، اس لیے کینڈا کے وزیر اعظم جبسٹن ٹروڈو کی خفگی کا بھی سامنا کرنا پڑا، امریکہ تو موقع کی تاک میں ہی تھا، اس نے اعلان کر دیا ہے کہ "امریکہ بہادر ایران عوام اور طویل عرصہ سے ظلم برداشت کرنے والے لوگوں کے ساتھ کھڑا ہے" اس نے ایرانی حکومت کو بھی خبردار کیا ہے کہ اگر احتجاج ومظاہرے کے خلاف طاقت کا استعمال کیا گیا تو اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے، اب دادا امریکہ سے کون پوچھے کہ دوسرے ملک میں دخل اندازی کا آپ کے لیے کیا جواز ہے۔ اور آپ کیوں اس طرح آنکھ دکھا رہے ہیں۔

یوکرین کے اس طیارہ کی تباہی نے سارے منظرنامہ کو الٹ کر رکھ دیا ہے، اب ایران ملک میں امن وامان بحال کرنے، احتجاج ومظاہرے کو روکنے میں لگ گیا ہے، اس نے ان لوگوں کو سزا دینے کی بھی بات کہی ہے، جن کی غلطی سے یہ دردناک واقعہ وقوع پذیر ہوا، بعض لوگوں کی گرفتاریاں بھی ہو چکی ہیں، اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ ایک بڑی انسانی غلطی تھی، جس کے بڑے دور رس اثرات ہوں گے، اور وہ تمام طاقتیں جن کی آنکھوں میں ایران ہمیشہ کھٹکتا رہا ہے، انہیں اس ملک کو کمزور کرنے کا ایک موقع ہاتھ آ گیا ہے، ایران کو جو سبکی ہوئی وہ الگ اور مرحومین کے ورثاء کو جو بھاری تاوان ادا کرنا پڑے گا وہ الگ ہے، اس کے علاوہ ایران کے حلیف ممالک بھی اس کا ساتھ چھوڑنے پر غور کر سکتے ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ایرانی حکومت اس نئی افتاد سے کس طرح نمٹتی ہے، امریکہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی ہے یا اس کا اکڑفوں حسب سابق بحال رہتا ہے۔ ایران نیوکلیائی طاقت بننے کی کوشش کی وجہ سے مغرب کی نظر میں پہلے سے ہی معتوب رہا ہے اور اس پر بہت ساری اقتصادی پابندیاں لگی ہوئی ہیں، ایران اپنے خصوصی عزم اور حوصلہ کی وجہ سے ان کا مقابلہ کرتا رہا ہے، لیکن اس تازہ واقعہ سے قاسم سلیمانی کو ہلاک کرنے والے امریکہ کو ایران میں عدم استحکام پیدا کرنے کا بڑا موقع ہاتھ آ گیا ہے اور ڈونالڈ ٹرمپ جو اپنے عجیب وغریب مزاج کی وجہ سے امریکہ میں بھی غیر مقبول ہوتے جا رہے ہیں، اگلے انتخاب تک اس قضیہ کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تاکہ امریکیوں کی نظر میں وہ ایک ایسے انسان کے طور پر باقی رہیں جو امریکی مفاد کے تحفظ کے لیے کسی حد تک بھی جا سکتا ہے۔

چٹان بن کر رہیے

"آج ملک کے جو حالات ہیں ان میں اگر مسلمان بکھری ہوئی اینٹوں کی طرح رہے تو ٹوٹ پھوٹ جائیں گے اور چٹان بن کر رہیں گے تو محفوظ رہیں گے یہ امت نا قابل تقسیم جز ہے اس کے درمیان فکر ومسلک، ذات برادری، رنگ وروپ اور زبان وبولی غرض کسی بھی بنیاد پر تفریق نہیں کی جا سکتی ہے، ہمارے درمیان وحدت کی ایک بنیاد ہے، کلمہ طیبہ، جماعت کا جو نقشہ ہم نماز میں پاتے ہیں اسی سانچے میں پوری امت کو ڈھالنے کی یہ دعوت ہے" (حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ)

بلا تبصرہ

"تشدد اور ملک کے مشکل دور سے گذرنے کے اسباب پر ان دنوں زیادہ غور فکر کی ضرورت ہے، مرض کا علاج بغیر اس کے اسباب کی جانچ کے ممکن نہیں ہے، چیف جسٹس اس اے بوبڑے نے اس بات پر حیرت جتائی کہ پہلی بار کوئی کسی قانون کو قانونی قرار دینے کی درخواست کر رہا ہے، پونیت کور ڈھاڑا کی عرضی پر سماعت کرتے ہوئے یہ کہا گیا کہ ایسی عرضیاں امن قائم کرنے میں معاون نہیں ہوں گی۔"

(پربھات خبر ۱۳ رجنوری ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

تنگی کے بعد آسانی

کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا اور ہم نے آپ کے دل سے آپ کا بوجھ اتار دیا ہے جو آپ کی پیٹھ کو توڑ رہا تھا اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا نام اونچا کر دیا۔ بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے، اور جب آپ فارغ ہو جایئے تو عبادت میں محنت کیجئے اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جایئے۔ (سورہ الم نشرح)

مطلب: اس سورہ میں اللہ رب العزت نے محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی تین نعمتوں کا ذکر کر کے آپ کی دل جوئی کی اور احسان جتایا کہ اللہ نے آپ کو شرح صدر عطا فرمایا، آپ کے بوجھ کو ہلکا کیا اور ذکر جمیل فرمایا، نبوت کے ابتدائی عہد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑی، حالات ناموافق تھے، دشمنوں نے آپ کے لئے کانٹے بچھائے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعوتی مشن میں لگے رہے تو اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ حالات کو بہتر بنا دیا، آپ کا دل جو گراں بار تھا اسے دور کر دیا اور آپ کی دعوت کو آپ کی زندگی میں پورے جزیرۃ العرب میں پھیلا دیا، پھر آپ کے ذکر جمیل سے سارا عالم رطب اللسان ہو گیا، غور کیجئے کہ شب و روز کے ۲۴ گھنٹوں میں کوئی ایسا لمحہ نہیں جہاں آذان کی آواز بلند نہ کی جاتی ہو اور اللہ کے ساتھ آپ کا ذکر نہ ہوتا ہو، قدرت کا یہی نظام ہے کہ وہ تنگی کے بعد آسانی لاتا ہے، جب آدمی اپنی فکر و نظر استعمال کر کے مشکلات سے نکلنا چاہتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کر کے آگے بڑھتا ہے اور ہمت نہیں ہارتا ہے تو طوفان رک جاتا ہے، آندھیاں بند ہو جاتی ہیں، معلوم ہوا کہ جو شخص سختی پر صبر کرے اور سچے دل سے اللہ پر ایمان رکھے اور ہر طرف سے ٹوٹ کر اسی سے لو لگائے اور اسی کے فضل کا امیدوار رہے اور کامیابی میں دیر ہونے سے آس نہ توڑے تو ضرور اللہ اس کے مطابق آسانی کر دے گا (فوائد عثمانیہ) ماضی میں اس امت پر بہت سے مشکل حالات پیش آئے جس کی ایک مستقل طویل تاریخ ہے، لیکن ان حالات میں مردان خدا نے دعا و مناجات کے ساتھ اپنی استطاعت کے مطابق تدبیر اختیار کی اور حکمت و دانش مندی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دشوار گذار راہوں کو آسان بنا دیا، اس طرح وہ ابتلاؤ آزمائش کی گھڑیوں میں پورے طور پر کامیاب رہے، کیونکہ ہر مصیبت کے ساتھ آسانیاں ہوتیں ہیں، اس دنیا میں راحت و تکلیف دونوں ساتھ ساتھ لگی ہوتی ہیں، مصیبت کے بعد راحت ملا کرتی ہے، جب مصیبت و بے چینی پہونچے تو یوں سمجھئے کہ راحت کا پیش خیمہ ہے، اس کے بعد آرام ملنے والا ہے، کیونکہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے، اس وقت ہندوستان کے مسلمان بھی ابتلاء و آزمائش کے دور سے گذر رہے ہیں، ان مساعد حالات سے گلو خلاصی کے لئے اللہ سے مدد بھی مانگ رہے ہیں اور اس کے لئے جو مادی اسباب اور طریقہ کار ہو سکتے ہیں انہیں بھی اختیار کر رہے ہیں، اللہ کی ذات کارساز ہے، انشاء اللہ جلد صبح نمودار ہوگی اور ضلالت و گمراہی کے بادل چھٹیں گے، یہ شاید ہمارے ایمان میں تازگی پیدا کرنے کے لئے اس طرح کے حالات پیدا کئے گئے ہیں، اس لئے اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے ہم ہمت و حوصلہ کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں، اللہ ہم سب کو اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

دعا بھی عبادت ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ ایک مظلوم کی دعا، دوسرے مسافر کی دعاء اور تیسرے باپ کی دعا جو اپنی اولاد کے لئے کرے۔ (قرطبی)

وضاحت: ۔جب کوئی پریشان حال انسان دنیا کے تمام سہاروں سے مایوس ہو کر دفع ظلم کے لئے صرف اللہ کو پکارتا ہے اور اپنی تمام تر توجہ اس کی طرف کرتا ہے اور دعا و مناجات کے ذکر سے اپنی بندگی و عبودیت کا اظہار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کے جائز مقاصد اور ضرورتوں کو پوری فرماتے ہیں، اس لئے دعا بھی عبادت ہے، ہاں اگر کسی وجہ سے دعاء کے قبول ہونے میں تاخیر ہو جائے تو بندہ کو مایوس نہیں ہونا چاہئے، بعض اوقات دعا قبول تو ہو جاتی ہے مگر کسی مصلحت اور حکمت سے اس کا اظہار دیر سے ہوتا ہے، اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم نے آداب دعاء کی رعایت نہیں کی، اس لئے اس وقت ہم کو اپنی کمی و کوتاہی پر نگاہ ڈالنی چاہئے اور اپنی دعاؤں میں اخلاص وللّٰہیت کی کیفیت پیدا کرنی چاہئے، ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا ہم بہت دعائیں کرتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتیں، ابراہیم بن ادہم نے جواب دیا کہ تمہارے دل دس چیزوں کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہیں، پھر دعا کیسے قبول ہو، (۱) خدا کی ذات وصفات پر ایمان لانے کے باوجود تم اس کے حکموں کو توڑتے ہو (۲) خدا کی کتاب پڑھتے ہو اور اس کو پس پشت ڈال دیتے ہو (۳) ابلیس لعین سے دشمنی کا اعلان کرتے ہو لیکن چلتے اسی کی راہ پر ہو (۴) محبت رسول کا دعویٰ کرتے ہو لیکن آپ کی سنتوں پر عمل نہیں کرتے (۵) جنت کے آرزومند وطالب تو ہو لیکن اس کے لئے عمل نہیں کرتے (۶) دوزخ کا خوف تو ظاہر کرتے ہو مگر گناہ سے نہیں بچتے (۷) تم جانتے ہو کہ موت یقینی ہے مگر اس کے لئے تیاری نہیں کرتے ہو (۸) دن رات غیروں کی عیب جوئی میں لگے رہتے ہو لیکن اپنے عیب پر نظر نہیں جاتی (۹) خدا کا دیا ہوا رزق کھاتے ہو لیکن اس کا شکر نہیں ادا کرتے ہو (۱۰) تم اپنے مردوں کو قبر میں اتارتے ہو مگر اس سے ذرا بھی عبرت حاصل نہیں کرتے (المنہیات بحوالہ چراغ راہ) اگر ہماری زندگی سنت و شریعت کے مطابق گذرنے لگے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں ان پر اپنا خاص فضل و کرم فرماتے ہیں اور وہ اللہ سے جو کچھ طلب کرتے ہیں اللہ انہیں عطا فرماتے ہیں، اس لئے ہم کو اپنے اعمال و افعال کا بھی محاسبہ کرنا ہے اور اللہ کو راضی کرنے کی جدوجہد کرنی ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

پاؤں کی پھٹن میں موم ہو تو وضو اور غسل کا حکم

جاڑے کے موسم میں اکثر پاؤں پھٹ جاتا ہے اور کبھی پھٹن گہری اور تکلیف دہ ہو جاتی ہے، اس میں موم یا کریم بھر لیا جاتا ہے جس سے کچھ آرام ملتا ہے، سوال یہ ہے کہ پھٹن میں موم یا کریم بھرا ہو اور وضو میں اوپر سے دھو لیا جائے، یا غسل کی ضرورت ہو اور اوپر سے پانی بہا لیا جائے تو کیا وضو اور غسل ہو جائے گا؟

الجــــواب و باللّٰہ التوفــــــیق

صورت مسئولہ میں اگر موم نکال کر پھٹن میں پانی پہونچانا ضرر اور تکلیف کا سبب ہو تو موم نکالنے کی ضرورت نہیں ہے اوپر سے پانی بہا لینا کافی ہے، وضو اور غسل درست ہو جائے گا اور اگر موم یا کریم نکالنے میں کوئی ضرر اور تکلیف نہ ہو تو اس کو نکالے بغیر وضو اور غسل درست نہیں ہے۔ حتی الامکان اسے نکال کر پانی پہونچانا ضروری ہوگا۔

”و إذا کان برجله شقاق فجعل فيه الشحم أو المرهم إن کان لا يضره إيصال الماء لا يجوز غسله و وضوئه وإن کان يضره إذا امر الماء علی ظاهر ذٰلک.“(حلبی کبیر/ ۴۹)

ہاتھ پیروں میں پینٹ لگے ہونے کی صورت میں وضو

میں پینٹ کا کام کرتا ہوں، ہاتھ پیر میں پینٹ لگ جاتا ہے، کیا وضو کے وقت چھڑانا ہوگا؟

الجــــواب و باللّٰہ التوفــــــیق

وضو سے قبل کیمیکل وغیرہ کے ذریعہ اعضاء وضو سے پینٹ کو اچھی طرح صاف کر لیا جائے، اگر پوری کوشش کے باوجود بھی کچھ حصہ رہ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، وضو ہو جائے گا۔

”و فی الجامع الصغیر: سئل ابو القاسم عن وافر الظفر الذی یبقی فی اظفارہ الدرن او الذی یعمل عمل الطین او المرأۃ التی صبغت بالحناء او الصرام او الصباغ قال: کل ذٰلک سواء یجزیھم وضوئھم اذلا یستطاع الامتناع عنہ الا بحرج و الفتویٰ علی الجواز “(الفتاویٰ الھندیۃ: ۱/ ۴)

ووٹ کا نشان لگنے کے باوجود وضو

الیکشن کے موقع پر ووٹ ڈالنے کے بعد انگلی میں ایک خاص قسم کا کیمیکل لگایا جاتا ہے، جس کا اثر کچھ دنوں تک رہتا ہے، اس نشان کے ساتھ وضو درست ہے یا نہیں؟

الجــــواب و باللّٰہ التوفــــــیق

مذکورہ کیمیکل کو چھڑانا مشکل اور تکلیف دہ ہے، جو ضرر اور حرج کے درجہ میں ہونے کی وجہ سے معاف ہے، لہٰذا مذکورہ کیمیکل کے ساتھ وضو اور غسل درست ہے۔”(و یعفی اثر شق زوالہ) بان یحتاج فی اخراجہ إلی نحو الصابون “(مجمع الانھر: ۱/ ۹۰)

گالی بکنے سے وضو

ایک آدمی نے وضو کے بعد گالی بک دیا، سننے والے نے کہا کہ تمہارا وضو ٹوٹ گیا، پھر سے وضو کرو، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجــــواب و باللّٰہ التوفــــــیق

گالی دینا گناہ کبیرہ ہے، اس سے پرہیز لازم و ضروری ہے، لیکن گالی دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ وضو کر لینا بہتر ہے۔”والکلام الفاحش لا ینقض الوضوء “(المحیط البرھانی: ۱/ ۲۱۵)

”والقسم الثالث وضوء المندوب بعد کلام غیبۃ و کذب و غنیمۃ و بعد کل خطیئۃ“ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۹۴)

غسل کے بعد باقی ماندہ منی نکلنے پر اعادہ غسل

بیوی سے شہوت پوری کرتے ہوئے منی کا کچھ حصہ باہر نکلے اور کچھ حصہ راستہ میں ہی رہ جائے اور غسل کرنے کے بعد نکلے تو کیا دوبارہ غسل کرنا ہوگا؟

الجــــواب و باللّٰہ التوفــــــیق

شہوت پوری کرنے کے بعد اگر شخص مذکور سو گیا، یا چل پھر کیا، یا پیشاب کیا تو ایسی صورت میں غسل کے بعد خروج منی سے اعادہ غسل نہیں ہے اور اگر پیشاب یا نیند یا چلنے پھرنے سے پہلے غسل کیا، تو اس غسل کے بعد خروج منی سے امام ابوحنیفہ وامام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اعادہ غسل ضروری ہے، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اعادہ غسل ضروری نہیں ہے، لہٰذا عام حالات میں اولیٰ و احوط تو یہی ہے کہ حضرات طرفین کے قول پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ غسل کر لیا جائے، جبکہ بوقت ضرورت مثلاً سفر یا سخت ٹھنڈک میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

”و لو اغتسل من الجنابة قبل أن يبول أو ينام و صلی ثم خرج بقية المنی فعليه أن يغتسلا عندهما خلافا لابی یوسفؒ ولکن لا يعيد تلک الصلوٰۃ فی قولهم جميعا و لو خرج بعد ما بال أو نام أو مشي لا يجب عليه الغسل اتفاقاً “(الهندية: ۱/ ۱۴)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار نقیب
پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 03 مورخہ ۲۴؍جمالی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰؍جنوری ۲۰۲۰ء روز سوموار

توقعات اور امیدیں

مرکزی وزیر خزانہ نرملا سیتا رمن مودی ـ۲ کا اگلا بجٹ پیش کرنے والی ہیں، انہوں نے بجٹ کو بہتر بنانے اور ٹیکسوں کے حوالہ سے عام لوگوں سے رائے مانگی ہے، ان کا مزاج یہ ہے کہ ’’سنو سب کی کرو اپنے من کی‘‘ ایسے میں ان سے عوامی سہولیات کے حوالہ سے بڑی توقعات وابستہ نہیں کی جاسکتیں، سرکار کا خزانہ بُری طرح خالی ہے، اور اس کا سارا کام ریزرو بینک آف انڈیا کے قرض پر ٹکا ہوا ہے، عالمی بینک کے قرضے اس کے علاوہ ہیں، جی اس ٹی کی شرح بڑھانا بھی حکومت کے زیر غور ہے، ایسے میں ٹیکسوں میں کمی سے راحت کی توقع فضول ہے، جی اس ٹی سے ہی عام صارفین پریشان ہیں، یہ پورا ٹیکس نیچے آکر عام شہریوں کی جیبیں کترتا ہے، رہ گئیں بڑی بڑی کمپنیاں تو ان کو اپنے کالے دھن سفید کرنے کا ہنر معلوم ہے، انہوں نے بڑے بڑے دماغ والے چارٹرا کاؤنٹنٹ بحال کر رکھے ہیں جنہیں سرکار کو دکھانے کی غرض سے لاکھ کو لیکھ بنانے اور ڈائرکٹرس کی میٹنگ میں لیکھ کو لاکھ بنانے کا فن آتا ہے، اس یے وہ انکم ٹیکس والوں کو کچھ ٹیکس ادا کرکے صاف بچ جاتے ہیں، کارپوریٹ ٹیکسوں میں بھاری کمی کی وجہ سے ایسے بھی وہ راحت میں ہیں۔

رہ گئی عوام؛ جن کو ٹیکس چرانے کا ہنر ہیں آتا یا تنخواہ دار ملازم جن کا پورا لیکھا جوکھا سرکار کے پاس ہوتا ہے، سرکاری ملازم ہے تو رکارڈ کے ذریعہ اور پرائیوٹ ہے تو بینکوں کو آدھار اور پین کارڈ سے جوڑنے کے ذریعہ، اس لیے تنخواہ دار لوگ ٹیکسوں کی چوری کر ہی نہیں سکتے، سرکار کیا، اب تو سرکاری ایجنسی کے طور پر ادارے بھی کام کرنے لگے ہیں، ہر خریداری پر جی اس ٹی دوکاندار کاٹ لیتا ہے، اور ادائیگی کے پہلے ہی TDS کے نام پر رقم کاٹ لی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ٹیکس کے متعلق جو اعداد وشمار ہیں، اس میں گذشتہ سال تنخواہ پانے والوں میں ٹیکس ادا کرنے کا اوسط ۳۰۶ء۶۷ تھا، جبکہ پیشہ ور کاروباریوں کا تناسب ۵۳ء۲۵ تھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ تنخواہ پانے والے لوگوں کے ذریعہ ٹیکس کی ادائیگی کا تناسب کاروباری لوگوں کے مقابلہ میں تین گنا تھا، اس لیے ماہرین کی رائے یہ ہے کہ تنخواہ دار لوگ زیادہ ایمانداری سے انکم ٹیکس دیتے ہیں، بنا بریں تنخواہ دار لوگوں کو ٹیکسوں میں رعایت دینی چاہیے، تاکہ ان کی ایمانداری کا فائدہ انہیں مل سکے، پنشن یافتہ اور بوڑھے لوگوں کو بھی اس کا فائدہ دیا جاسکتا ہے۔

یہ صرف ایک تجویز ہے، سرکار نے نئی ٹیکس نیتی بنانے کے لیے ایک ٹاسک فورس تیار کی تھی، جس کے صدر اکھلیش رنجن تھے، خبر ہے کہ صدر رنجن جی نے اپنی رپورٹ وزیر خزانہ نرملا سیتا رمن کو سونپ دی ہے، اس رپورٹ میں موجودہ انکم ٹیکس قانون کو ہٹا کر نئے آسان اور مؤثر قانون لانے کی بات کہی گئی ہے، رپورٹ میں کمائی پر دوہرے ٹیکس کو ختم کرنے کی بھی تجویز رکھی گئی ہے، ابھی ۱۹۶۱ء میں جو ٹیکس قانون بنا تھا وہی جزوی ترمیم وتنسیخ کے ساتھ آج بھی رائج ہے، دیکھیے اکھلیش رنجن کی سفارشات پر کس قدر عمل ہوتا ہے، اور ٹیکس دینے والوں کی قسمت میں کتنی راحت کی سانسیں آتی ہیں۔

شاہین صفت خواتین

شہریت قانون کے خلاف اس وقت پورے ملک میں سب سے مضبوط، منظّم اور اونچی آواز شاہین صفت خواتین کی ہے، جامعہ ملیہ اسلامیہ، شاہین باغ دہلی، پریاگ راج، خلد آباد، سبزی باغ، فقیر باڑہ اور ہارون نگر پٹنہ، کولکاتہ، گیا، کیرالہ، مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، اور ملک کی دیگر ریاستوں میں بغیر مذہبی بھید بھاؤ کے اس کالے قانون کے خلاف جم گئی ہیں، مرد حضرات بھی ان مظاہروں میں شریک ہو رہے ہیں، لیکن ان کی حیثیت ثانوی ہے، وہ ان کے معاون ہیں، جاڑے کی یخ بستہ صبح وشام گود میں چھوٹے چھوٹے بچے، اپنی اور بچوں کی صحت سے بے نیاز یہ خواتین مستقل دھرنے پر بیٹھی ہوئی ہیں، ان کا عزم ہے کہ وہ ہر حال میں اس کالے قانون کی واپسی تک جمی رہیں گی، دوسری اس احتجاج کو ختم کرانے کے لیے تحریک مخالف طاقتیں بھی سرگرم عمل ہیں، دہلی ہائی کورٹ میں مفاد عامہ کی ایک عرضی خارج ہو چکی ہے، لیکن دوسری عرضی پر سماعت کرتے ہوئے اس مظاہرے کو روکنے کے لیے پولس کو مفاد عامہ اور امن کی برقراری کی شرط کے ساتھ اختیارات دیدیے گیے ہیں، ایسے میں دیکھنا ہے کہ پولیس کیا کرتی ہے، اگر ان پر جبر کیا گیا تو معاملہ خطرناک پہلو اختیار کرسکتا ہے، باخبر ذرائع کے مطابق پولیس نے راستہ کھلوانے اور مظاہرین کو سڑک سے دور رکھنے کے لیے ہر طبقہ کے ساتھ گفت وشنید کا آغاز کر دیا ہے، یہ بات علم میں رہنی چاہیے کہ دہلی پولیس کی باگ ڈور مرکز کے ہاتھ ہے، کیجریوال سرکار کے پاس نہیں، اس لیے اپنے آقا کو خوش کرنے کے لیے پولیس والے ابھی نرمی دکھا رہے ہیں، بات نہیں بنے گی تو وہ کسی حد تک جاسکتے ہیں، جیسا انہوں نے جامعہ ملیہ میں گھس کر کیا اور جے ان یو میں تماشہ دیکھ کر، ایسے میں ضرورت پوری منصوبہ بندی، ہوشیاری، چابک دستی اور خطرات سے نبرد آزما ہونے کے لیے عزم وحوصلے کی ہے اور یقیناً ہمارے قائدین اس سے بے پرواہ نہیں ہیں۔

جانبدار اسپیکر

حکومت مرکز یا ریاست میں کسی پارٹی کی ہو، روایت یہ رہی ہے کہ صدر جمہوریہ، اسپیکر، فوج اور اس کے سربراہ غیر جانبدار ہوتے ہیں، عدلیہ شواہد دیکھتی ہے، پارٹی اور اس کے نظریات نہیں، لیکن اب یہ عہدے بھی حکومت کی نظریات کی ترویج واشاعت میں لگ گیے ہیں، صدر جمہوریہ آنکھ بند کرکے ربر اسٹامپ کی طرح اپنے پاس جانے والے کاغذات پر دستخط کر رہے ہیں، عدالت کا حال یہ ہے کہ پانچ سو سالہ بابری مسجد سے متعلق کاغذات کی فراہمی کے بعد بھی زمین مسلمانوں سے چھین لی گئی اور اب وہاں فلک بوس رام مندر کی تعمیر تیاری چل رہی ہے، اس سلسلے میں فیصلہ پر نظر ثانی کی ساری درخواستیں یکم قلم رد کردی گئی ہیں، فوج کے سربراہ وپن راوت کا سرکار کی حمایت میں سیاسی بیان کل کی بات ہے، اور اس کا انہیں انعام مل بھی گیا ہے۔

ایک اسپیکر کا عہدہ تھا، جس کے طریقۂ عمل سے ایسا نہیں لگتا تھا کہ وہ کسی خاص پارٹی کی جانب داری کر رہا ہے، ہر پارٹی والے اس پر اعتماد کرتے تھے، لیکن کرناٹک اور دوسری ریاستوں میں اس کے طرز عمل سے یہ کیفیت بھی جاتی رہی، ابھی حال ہی میں گجرات اسمبلی میں جب سی اے اے پر مرکزی حکومت کی حمایت کے لیے بحث جاری تھی، کانگریس کے ممبر اسمبلی عمران بھائی نے مداخلت کی اور بحث میں حصہ لینا چاہا تو اسپیکر نے انہیں یہ کہتے ہوئے بیٹھا دیا کہ یہ پاکستان نہیں ہے، دوبارہ انہوں نے کوشش کی تو پھر اسپیکر نے یہ بات کہی اور بی جے پی کے ہاؤس لیڈر نے بھی اس کی حمایت کی، یہ ایک افسوسناک صورت حال ہے کہ اسپیکر کا آئینی عہدہ بھی اب جانبدار ہو گیا ہے۔ اس پس منظر میں عدالت کا یہ ریمارک جو اس نے چندر شیکھر کی ضمانت عرضی پر سنوائی کرتے ہوئے دیا ہے، بہت بامعنی لگتا ہے، جب عدالت کو بتایا گیا کہ یہ مذہبی جگہ یعنی جامع مسجد پر دستور کا بنیادی حصہ پڑھ کر سنا رہے تھے، تو فاضل جج نے کہا کہ آپ تو اس طرح بیان کر رہے ہیں جیسے جامع مسجد دہلی ہندوستان میں نہ ہوکر پاکستان میں ہو، ان دنوں ہر معاملہ میں ہندوستانی مرکزی حکومت کو پاکستان کو گھسیٹنا ضروری معلوم ہوتا ہے، کانگریس نے جب پلوامہ معاملہ پر سوالات اٹھائے اور دوبارہ جانچ کی بات کہی تو اسے مرکزی حکومت کے وزراء تک نے کہا کہ کانگریس پاکستان کی زبان بول رہی ہے۔

گجرات اسمبلی میں عمران بھائی کو بولنے دینا اور انہیں بالواسطہ پاکستانی قرار دینا انتہائی مذموم عمل ہے اور اسپیکر کی غیر جانبدارانہ پالیسی کو سبوتاز اور ملیا میٹ کرنے کے مترادف ہے، گجرات اسمبلی میں اس پر مذمت کی قرار داد آنی چاہیے تھی، لیکن بی جے پی حکومت میں شاید ایسا ممکن نہیں ہے۔

مہنگائی کی مار

روپے کی قیمت تیزی سے گر رہی ہے، اس کا اندازہ ڈالر، پونڈ، کویتی دینار وغیرہ کے بدلے ملنے والے روپیوں سے لگایا جاسکتا ہے، ہندوستان میں معیاری زر کی کمی ہے، اور ضرورتوں کی تکمیل کے لیے غیر معیاری زر کی طباعت ہو رہی ہے، جس کی وجہ سے افراط زر میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اس کا سیدھا اثر صارفین پر پڑتا ہے، ساری چیزیں مہنگی ہوتی جا رہی ہیں، ابھی حال ہی میں وزارت صنعت وتجارت نے مہنگائی کے حوالہ سے جو اعداد وشمار شائع کیا ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ملک معاشی طور پر کس قدر پریشان کن دور سے گذر رہا ہے، نومبر ۲۰۱۹ء میں تھوک مہنگائی کا تناسب ۵۸ء۰ فی صد تھا، جب کہ دسمبر ۲۰۱۹ء میں یہ اضافہ ۵۹ء۲ درج کیا گیا ہے، اس اضافہ کا اثر غذائی اور خوردنی اجناس واشیاء کی بھی قیمتوں پر بھی پڑا ہے، وزارت کی رپورٹ کے مطابق نومبر ۲۰۱۹ء میں غذائی اجناس کی قیمتوں میں ۸ء۱۱ فی صد کی بڑھوتری ہوئی تھی، لیکن صرف ایک ماہ بعد کے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ دسمبر میں یہ اضافہ ۱۲ء۱۳ فی صد ہو گیا، غذائی اجناس اور اشیاء خوردنی کے علاوہ دیگر اشیاء کی قیمتیں بڑھیں اور نومبر میں جو اضافہ ۹۳ء۱ فی صد تھا وہ دسمبر میں ۲ء۷ فی صد ہو گیا، یعنی چار گنا اضافہ ہوا اور اس نے غریبوں کی قوت خرید پر اس قدر اثر ڈالا کہ ان کے لیے روزمرہ اشیاء کی فراہمی دشوار ہو گئی، وزارت صنعت وتجارت نے اس سلسلہ میں جو خلاصہ کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ سبزیاں گذشتہ دسمبر ماہ میں ۶۹ء۶۹ فی صد اور پیاز کی قیمت ۴۵۵ء۸۳ فی صد اور ہر موقع سے ہر دستر خوان پر موجود رہنے بلکہ مہمان سے پہلے پہونچ جانے والا آلو ۴۴ء۹۷ فی صد مہنگا ہو گیا، روپے کی قوت خرید کم ہوئی، لیکن تنخواہ میں اضافہ کی بات مہنگائی کے اعتبار سے نہیں سوچی جاسکی، سرکاری سطح پر تو کچھ فی صد اضافہ مہنگائی دروں میں ہوتا رہتا ہے، جس سے اشک سوئی کسی درجہ میں ہوجاتی ہے، لیکن پرائیوٹ سکٹر کی کمپنیاں اور ادارے اس طرف توجہ نہیں دے پاتے ہیں، کیوں کہ ان کے یہاں آمدنی وخرچ میں توازن رکھنے کا مسئلہ ہوتا ہے، اور یہ مسئلہ ان کو اس قدر پریشان کرتا ہے کہ زندگی کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کے سلسلے میں بھی وہ اپنے کارکنوں کی مدد نہیں کرپاتے، بلکہ کمپنیوں میں ملازموں کی چھٹنی اور ملازمت سے چھٹی دینے کی روش عام ہے، تنخواہ میں اضافہ کرنے کے بجائے ملازموں سے جان چھڑانے میں وہ عافیت محسوس کرتے ہیں۔

کشمیر دورہ

۵؍اگست ۲۰۱۹ء کو جنت نشان کشمیر کی حیثیت بدل دی گئی، اسے دو ٹکڑوں میں تقسیم کرکے مرکز کے تابع کر دیا گیا، خصوصی دفعہ ۳۷۰ کا خاتمہ ہو گیا، کئی ماہ سے وہاں کی عوام کو غیر اعلان شدہ ایمرجنسی کے دور سے گذرنا پڑا، قد آور سیاسی حضرات کو نظر بند کر دیا گیا، جو کشمیر سے باہر تھے ان کے داخلہ پر پابندی لگادی گئی اور جنہوں نے جانے کی ہمت کی انہیں سری نگر ایرپورٹ سے الٹے پاؤں واپس کر دیا گیا، انٹرنیٹ پر پابندی لگا کر داخلی وخارجی طور پر اندرون وبیرون سے اس کا رابطہ منقطع کر دیا گیا، یہ سلسلہ اس قدر دراز ہوا کہ مفاد عامہ کی ایک عرضی پر سپریم کورٹ نے مرکزی حکومت کو فوری جائزہ لینے اور انٹرنیٹ کی خدمات مہیا کرانے کا حکم دیا، عدالت نے یہ بھی مانا کہ ملک مشکل حالات سے گذر رہا ہے، حقوق انسانی کی تنظیموں نے بھی اس پر سوالات کھڑے کیے، تو حکومت کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کا خیال آیا ورنہ پانچ ماہ سے زائد سے مرکزی حکومت ہندو بیرون ہند میں یہی کہتی رہی تھی کہ سب کچھ ٹھیک ہے اور یہ کہ کشمیریوں کے اچھے دن اب آگئے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

یادوں کے چراغ

سید محمد قاسم حاجی پوریؒ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مخدوم سید محمد قاسم بن سید احمد پیر دمڑیا بن مخدوم سید شاہ ارشد الدین عرف سید حسن دانشمند (م ۹۴۵) ،سینکڑوں سال پرانے بزرگ ہیں، عہد وسطیٰ میں جو تین بڑے تعلیمی ادارے بہار میں کام کررہے تھے، ان میں ایک ادارہ حاجی پور میں سید احمد پیر دمڑیا کا تھا، مینا پور حاجی پور میں اس ادارہ کے کھنڈرات آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں، سید قاسم حاجی پوری کے نام سے ایک محلّہ جڑھوا کے قریب آج بھی موجود ہے، سید قاسم حاجی پوری کا مزار بھی، اسی محلّہ میں ہے جو ان دنوں سید پور ادریس کے نام سے مشہور ہے، کتابوں میں انکا ذکر بڑے بڑے القاب سے ملتا ہے، جن میں صدر الدین، جمال الدین، زبدۃ النقبا، محمود العقبیٰ اور مقتداء اعظم خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

سید محمد قاسم حاجی پوی کی پیدائش مینا پور حاجی پور میں ۱۵؍محرم الحرام ۹۴۰ھ مطابق ۱۵۳۳ء میں ہوئی، ان کے والد سید احمد پیر دمڑیا (م ۹۷۲) حسن پورہ عشری سے نقل مکانی کر کے حاجی پور آبسے تھے، میر ملک فتح اللہ عشری سیوان کے پرناتی تھے، ان کے دادا مخدوم سید حسن دانشمند کی شادی میر ملک فتح اللہ کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی، عشری میں ان کا بڑا مدرسہ چلتا تھا جہاں سید حسن دانشمند نے تعلیم پائی تھی، آر آر دیواکر (R.R Diwakar) نے ''بہار تھرو دی انجیز'' میں بڑے تعلیمی مرکز کے طور پر اس ادارہ کا ذکر کیا ہے۔

علوم مروجہ کی تکمیل مینا پور میں قائم اپنے والد کے مدرسہ سے کیا، رموز سلوک بھی انہیں سے سیکھے اور درجہ کمال پر پہونچنے کے بعد والد ہی سے خلافت پائی، اپنے والد سید احمد پیر دمڑیا کے انتقال کے بعد مینا پور حاجی پور میں ان کی خانقاہ کے سجادہ نشیں مقرر ہوئے اور اپنی خاندانی روایات اور اہل اللہ کے طور طریقوں کے مطابق اس خانقاہ کو آباد و شاداب رکھا۔

آپ نے چار شادیاں کیں، اللہ نے کثیر العیال بنایا تھا، پہلی بیوی راجی بڑے تھیں، جو میر سید بڑے بن مخدوم سید میر کی لڑکی تھیں مخدوم سید میران کے پرنانا سید حسن دانشمند کے بھائی تھے، ان کے بطن سے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں تولد ہوئیں، لڑکے کا نام محمود تھا، جس نے بچپن میں ہی داعیٔ اجل کو لبیک کہا، دوسری بیوی مریم تھیں، جن سے دولڑکے سید محمد یوسف اور سید محمد ابراہیم پیدا ہوئے۔ تیسری بیوی کا نام سیدہ بخاری تھا، جو علی بخاری قنوجی کی بیٹی تھیں، ان سے چھ لڑکا اور تین لڑکیاں تھیں، ایک لڑکا کا نام عبد الوہاب عرف سید حاجی تھا، جو جہاں گیر بادشاہ کے عہد میں پنج ہزاری صوبہ دار تھے، چوتھی بیوی کا نام سہبو ہا سہیبو تھا افغانی عرفیت تھی، ان سے ایک لڑکا یا لڑکی تھیں، اس طرح آپ کے پس ماندگان میں آٹھ لڑکے سید یوسف، سید حاجی، سید ہاشم، سید علی، سید عبد الرحمٰن ،سید سلیم، سید ولی، اور سید عثمان نیز سات لڑکیاں تھیں، مخدوم سید محمد قاسم فارسی کے صاحب دیوان شاعر تھے، اس دیوان کا واحد قلمی نسخہ کتب خانہ پیر دمڑیا خلیفہ باغ میں موجود ہے، کتابت سید مظہر علی ولد سید محمد میر کی ہے، سنہ کتابت بارہ سو سات ہجری ہے، جو شاہ غازی کا دور حکومت ہے، نسخہ ایک انچ حاشیہ چھوڑ کر لکھا ہوا ہے، سائز ۶×۹ ،تحریر خوشخط نستعلیق ،اور کاغذ زردی مائل ہے، بوسیدگی کے ساتھ کہیں کہیں کرم خوردہ ہے۔ حضرت مولانا شاہ شرف عالم ندویؒ کے دور میں میں نے وہاں جاکر اس کی زیارت کی تھی۔ ڈاکٹر غلام مجتبیٰ انصاری مرحوم سابق صدر شعبۂ فارسی بہار یونیورسیٹی نے اسے مرتب کر کے شائع کرادیا ہے، ان کا پی اچ ڈی کا مقالہ بھی اسی موضوع پر ہے۔

سید محمد قاسم حاجی پوری کی شاعری میں تصوف کے رموز ونکات ،قرآن کریم کی آیات واحادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نگینے کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی فارسی شاعری تصورات وخیالات رموز ونکات کے اعتبار سے حکیم سنائی ،فرید الدین عطار اور مولانا روم کی شاعری سے قریب تر ہے جو فلسفہ عشق ان حضرات کے یہاں پایا جاتا ہے، اسے سید قاسم حاجی پوری کی شاعری میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

سید محمد قاسم حاجی پوری کے یہاں شاعری وجہ عزت نہیں ہے وہ عالم باعمل اور روحانی بزرگ کی حیثیت سے علاقہ میں مشہور اور معروف تھے، انہوں نے اپنے والد دادا، نانا، اور پرنانا کی طرح تعلیم وتدریس اور تبلیغ دین کو اپنا مشغلہ بنایا دور دراز کے دیہاتوں میں دین کو پھیلانا اور دینی تعلیم کو گھر گھر پہونچانا ان کی زندگی کا نصب العین تھا، وہ پوری زندگی سختی سے اس پر کاربند رہے۔

ان کا شمار جلالی بزرگوں میں ہوتا تھا، ان کے بارے میں مشہور ہے کہ جب وہ صبح سو کر اٹھتے تو گھاس پھوس پر نظر دوڑاتے تو وہ جل کر راکھ ہوجاتا تھا جلال کی یہ کیفیت ان کے انتقال کے برسوں بعد ان کے مزار پر بھی رہی، اس لیے دن کے دو پہر اور آدھی رات کے وقت ان کے مزار پر جانا منع تھا۔

۴؍ذی الحجہ ۱۰۱۳ھ مطابق ۱۶۰۴ء کو یہ عظیم صوفی شاعر اور مصلح نے حیات مستعار کی مدت پوری کرلی مینا پور حاجی پور میں ہی انتقال ہوا، مزار محلّہ سید قاسم میں مرجع خلائق ہے اس محلّہ کا ایک نام سید پور اریس بھی ہے، ''مفخر آل نبی''، سے تاریخ وفات نکلتی ہے، قطعۂ تاریخ کا آخری شعر ہے ؎

روز رحیل جہاں چہارم ذی الحجہ بود
سال وفات شریف مفخر آل نبی

نمونہ کلام:

چوں شدم روز ازل محرم اسرار خدا — تا ابد می نگرم جلوۂ دیدار خدا
برجمال رخ خوباں کہ نظر می دارم — کیں ہمہ خاص ترین مظہر انوار خدا
ہر کہ با ماہ وشان نشوہ یاری نکند — بالیقیں در دو جہانش نبود یاد خدا
قاسما را خبر دنیا وعقبیٰ نبود — مست گردان بمئ عشق چنان بار خدا

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

ممکنات

: ایڈیٹر کے قلم سے

نیاز نذر فاطمی (ولادت ۱۰؍جنوری ۱۹۵۲ء) بن مرحوم سعود احمد فاطمی کا تعلق آبائی طور پر بیلا وارث تھانہ گوہ، اورنگ آباد گیا سے ہے، ان دنوں مستقل رہائش النور مینشن فلیٹ نمبر ۲۰۱ ہارون نگر- ا رنز دمہاویر کینسر اسپتال ہے، عجیب وغریب آدمی ہیں، اس لیے کہ بی ایس سی کمیسٹری آنرس لے کر کیا، ملازمت کینرہ بینک میں کی ،۳۱ جنوری ۲۰۱۲ء کو سینئر بینک منیجر کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے ،شاعری اردو میں کرتے ہیں، اپنے بڑے بھائی ''مرغوب اثر فاطمی'' جو خود بھی کہنہ مشق شاعر ہیں، اصلاح سخن کرواتے ہیں، اب کوئی پوچھے کہ جناب کیمسٹری سے بینک کی ملازمت کا کیا لینا دینا، کامرس ہوتو کچھ سمجھ میں بھی آئے، بینک کی کھر دی اور اعداد وشمار پر مشتمل نوکری میں مشغلہ شعر وشاعری کا کیا مطلب؟ لیکن نذر فاطمی صاحب نے ان تمام کو ایک دوسرے سے الگ ہونے کے باوجود اس طرح جوڑے رکھا کہ ان کی شخصیت سے کسی کو الگ اور جدا نہیں کیا جاسکتا، سعادت حج بیت اللہ کی بھی حاصل کرلی، ہر طرف سے بھرے پُرے شاعر ہیں اور اپنے شعری مجموعہ کا نام ''ممکنات'' رکھ کر یہ بتانا چاہا ہے کہ ناممکن کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ تعارف اس لیے کرانا پڑا کہ ابھی حال میں ان کے اس مجموعہ کلام ''ممکنات'' کا اجراء عمل میں آیا ہے، مدعو میں بھی تھا، حاضری مجھے بھی دینی تھی، ہمارے کرم فرما جناب ڈاکٹر منظر اعجاز صاحب کا اصرار بھی تھا، لیکن حاضری مقدر نہیں تھی، مشغولیت کا بہانہ تو کچھ یوں ہی سا ہے، ایک جنازہ میں شرکت کرنی تھی اور وقت اجراء کا بھی وہی تھا یہ تو بعد میں معلوم ہوا، کہ گورنمنٹ اردو لائبریری میں یہ پروگرام بہت دیر سے شروع ہوا آنے والوں کی عادت جو دیر سے آنے کی ہے، اس نے اپنا کام کردیا اور دیر شام تک مجلس چلتی رہی۔

نذر فاطمی کے اس شعری مجموعہ میں دو سو باون ۲۵۲ صفحات ہیں تین سو روپئے قوت خرید آپ کے پاس ہو، تو آپ اسے بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ، یا خود مصنف کے پتہ سے بآسانی حاصل کرسکتے ہیں، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس نے حسب سابق کاغذ، طباعت، بائنڈنگ کے معیار کو باقی رکھا ہے کتاب کا انتساب سعادت مند صاحب زادہ کی طرف سے اپنے والدین کے نام ہے جو بقول شاعر عالم ارواح سے آج بھی رہنمائی کررہے ہیں، انتساب کے بعد سوانحی خاکہ ہے پھر دو صفحہ پر دو، دو اشعار ان میں سے ایک شعر سے کتاب کا نام ماخوذ ہے ؎

سلسلہ ہے جو روز وشب کا یہ — گردشوں سے ہی ممکنات میں ہے

عرض کے تحت انہوں نے شعری کائنات سے اپنی دلچسپی اور بڑے بھائی مرغوب اثر فاطمی کا ذکر کیا ہے، اور قارئین کو بتایا ہے کہ بینک کی ملازمت سے سبکدوشی کے بعد کس طرح یہ دھارا بہہ نکلا ،روایت شکریہ کی ادائیگی کی رہی ہے، سوانہوں نے بھی اس روایت کو برقرار رکھا ہے، اس کے بعد ڈاکٹر ہمایوں اشرف شعبہ اردو ونوبا بھاوے یونیورسیٹی ہزاری باغ کا طویل مقدمہ ''نذر فاطمی کی ممکنات ایک جائزہ'' کے نام سے ہے جس میں انہوں نے نذر فاطمی کی شاعری کے دروبست کا کھل کر جائزہ لیا ہے، اور لکھا ہے کہ:

''ان کی شاعری میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے، وہ ان کے یہاں ادب وفن کی مقصدیت کا واضح شعور ہے ان کا بیش تر کلام کسی نہ کسی شعوری جذبے اور کیفیت کا ترجمان ہے، ان کی وہ غزلیں جو عام اور اجتماعی کیفیات وادراک سے تعلق رکھتی ہیں ان سب پر بھی ان کے ذاتی اور مخصوص جذبات واحساسات کی آمیزش نمایاں ہے'' (ص۱۴)۔

ڈاکٹر ہمایوں اشرف نے اپنے اس مقدمہ میں کم از کم دو جگہ نعت کی جمع نعوت استعمال کیا ہے، یہ میرے لئے انکشاف کے درجہ کی چیز ہے، پہلی بار اس طرح کے جمع سے مجھے پالا پڑا ہے ہم لوگ تو نعت کی جمع نعتوں یا نعتیں استعمال کرتے ہیں، نعوت کثیر الاستعمال تو کیا، قلیل الاستعمال بھی نہیں ہے۔

اس مقدمہ کے بعد پوری کتاب کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس مجموعہ میں ایک مناجات چار نعت، ڈاکٹر ہمایوں اشرف کی مانیں تو نعوت، ایک سو ایک غزلیں تین نظمیں، ایک گیت، گیارہ قطعات، متفرقات کے تحت ایک سہرا، رمضان سے متعلق دو نظمیں، ایک آزاد اور ایک پابند اور عید سعید کے موضوع پر ایک نظم ہے، غزلیات میں آزادی کو راہ نہیں دی گئی ہے، یہ ایک اچھی بات ہے نظم ''کیا مطلب'' میں انہوں نے بہت صحیح لکھا ہے کہ:

''اب تو لکھنے کا جی نہیں کرتا/کیا لکھوں اور کس کے لیے/کون پڑھتا ہے اب کسی کا لکھا/اور اگر پڑھ بھی لے تو کیا ہوگا/کیا بدل جائیں گے جو ہیں حالات/مان لے گا کوئی کیا میری بات''

ان آزاد اشعار میں شاعر کو قاری کی کمی کا شکوہ ہے اور پڑھنے کے بعد بھی تبدیلی کا امکان نہیں ہے، ایسا شاعر کا خیال ہے۔

نذر فاطمی نے اس مجموعہ میں جتنے اصناف کو برتا ہے، اس سے ان کی قادر الکلامی کا پتہ چلتا ہے، اور یہ اثر ہے ان کی اس دعا کا جس میں انہوں نے کہا ہے ؎

نام تیرا لے کے تھاما ہے قلم آغاز دے — چڑھ کے سر بولے ہنر ایسا کوئی انداز دے
اے خدا پاتے نہیں تیری ریاست کی حدیں — آسماں چھو لوں میں اڑ کے اتنی تو پرواز دے

نذر فاطمی کی شاعری میں عصری حیثیت، خانگی زندگی کا انتشار، موجودہ سیاست کی بازی گری، سماجی بے راہ روی، لادینیت، فرقہ وارانہ کشمکش کا بھر پور اظہار ملتا ہے، موضوع پر ایک ایک شعر بھی ذکر کروں تو بات لمبی ہو جائے گی اور نقیب کے صفحات میں اتنی گنجائش کہاں ہے، نذر فاطمی کی شاعری میں جہد مسلسل کی جو تلقین ہے اسی پیغام عمل پر اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں ؎

زمین ہموار کر رستہ بنا اور پھر لگا پتھر — جو رستے ہیں پڑے ہیں میل کے پتھر نہیں ہوتے

سٹیزن شپ امینڈ منٹ ایکٹ کے ذریعہ ملک کی ناکام حکومت بے نقاب

مولانا احمد حسین قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ ،پھلواری شریف،پٹنہ

روزروشن کی طرح اب یہ بات بھارت کے عوام کے سامنے واضح ہوگئی ہے کہ مودی حکومت ایک وسیع پس منظر میں CAA (سٹیزن شپ امینڈ منٹ ایکٹ) کے ذریعہ عوام کو گمراہ کررہی ہے،اس قانون کے تیر سے وہ بیک وقت کئی شکار کرنا چاہتی ہے،جن کے خدوخال ملک کے تعلیم یافتہ شہریوں کے ساتھ عوام پر بھی ظاہر ہو چکے ہیں، خصوصیت کے ساتھ میں ایک بات اب زبان زد ہوچکی ہے کہ:حکومت صرف اپنی ناکامیوں کو چھپانے کے لئے یہ قانون لائی ہے’’ظاہر ہے کہ جہاں حکومت کی سیاست کا اصول ہی سراسر منفی اور غلط ہو وہاں ترقی ممکن ہی نہیں، اور بہت دنوں تک ایسی حکومت قائم بھی نہیں رہ سکتی ہے۔ادھر چند دہائیوں سے سیاست میں ایک ناپاک روایت در آئی ہے،جس کے چلن نے آج اصول وضابطہ کی شکل اختیار کرلی ہے:’’عوام کے ذہن کو اہم ایشوز سے غیر ضروری ایشوز کی طرف کسی بھی ہولناک واقعہ یا حادثہ کے ذریعہ پھیر دینا‘‘ تاکہ عوام اسی میں الجھے رہیں، اور حکومت بہ آسانی اپنی غلطیوں اور ناکامیوں کو چھپاتی رہے، ملک کے شہریوں کو کوئی ایسا موقع فراہم ہی نہ کیا جائے جس میں وہ حکومت کا گریبان پکڑسکیں ،اوران سے جواب طلب کرسکیں ،موجودہ حکومت کا اب تک یہی طریقہ رہا ہے۔

GST،نوٹ بندی،منصوبہ بند پلوامہ حملہ کے جواب میں سرجیکل اسٹرائیک ،تین طلاق مخالف بل ،کشمیر سے ۳۷۰/ ایکٹ کا ہٹانا ،عدلیہ پرآستھا کا دباؤ بنا کر بابری مسجد ،رام جنم بھومی کا غیر منصفانہ عدالتی فیصلہ اوران تمام سے بڑھ کر جمہوریت کو پارہ پارہ کردینے والے، ملک کو دونظریوں میں تقسیم کردینے والے اور مذہبی منافرت کی چنگاری کو ہوا دے کر ملک کو دہکتی آگ میں جھونک دینے والے CAA جیسے قانون نے حکومت کی قلعی کھول دی ہے، اس حکومت نے ہندوستان کی خارجی سیاست میں پاکستان کو محور بنایا اور عوام کو اس میں الجھانے کی تمام کوششیں کیں، جن کا ماحصل جانی ومالی نقصانات کے سوا کچھ بھی نہیں۔

دوسری جانب داخلی سیاست میں اس نے مختلف طریقوں سے یہاں کی اقلیتوں کو نشانہ بنایا، یہ دونوں منفی طریقۂ سیاست اب رازہائے سربستہ نہیں رہے، بلکہ ان دونوں موضوعات پر ملک کے ارباب بصیرت اور دنیا کے اہل فکرونظر نے کھل کر لکھا اور صاف وشفاف بیانات دیئے کہ ملک کو ترقی کی شاہ راہ پر لے جانے کے وہ نسخے ہرگز نہیں جن کو بی جے پی حکومت نے اپنا منشور بنا رکھا ہے۔

دنیا کے بے باک اہل قلم نے حکومت کے اس منفی رویے پر بہت کچھ لکھا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس ملک کی اپنی فضاء، اپنی ضروریات، اپنی نفسیات، اپنا مزاج ومذاق، ترقی کے اپنے نوع بہ نوع تقاضے ہیں، مگر مودی حکومت ان مذکورہ حقائق سے بالکل مختلف لائحہ عمل پر کام کررہی ہے، جو کسی بھی طرح ملک کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے، وہ اسٹریٹجی اور طریقہ کار جو اس نے اسرائیل سے سیکھا ہے، وہ اس عظیم جمہوری ملک کے لیے سم قاتل ہے، حکومت کے یکے بعد دیگرے ترتیب وار ماضی کے اہم فیصلے حکومت کے منفی ذہن کا واضح عکاس ہیں۔ بدقسمتی سے نفرت کے سوداگر انگریز،’’پھوٹ ڈالو اور راج کرو‘‘ کے اصول پر ملک کو غلامی کی زنجیر میں جکڑے رکھنے کی ناپاک روایت دے کر چلے گئے ،جس نفرت کا بیج انہوں نے بھارت کے عوام کے دلوں میں مذہبی بنیاد پر بویا تھا اب اس کی زمین کو تر کرنا اور اپنے زہریلے افکار ونظریات اور گفتار وکردار سے اس کے پودے کو وجود بخشنا اور پھر اسے ایک تناور درخت کی شکل دینا کسی بھی طرح اس عظیم ملک کے حق میں سودمند ثابت نہیں ہوسکتا اور نہ ہی یہ ملک اس کا متحمل ہے۔ انسانی سماج کے لئے نفرت زہر ہلاہل ہے،کوئی بھی سماج نفرت کے ساتھ اجتماعی زندگی نہیں گذار سکتا ہے،نفرت تو انگریزوں نے آزادی کی صبح سے پہلے ہی پھیلا دی تھی ،جس کا نتیجہ تقسیمِ ملک کی شکل میں ظاہر ہوا۔ دوسری جانب انگریزوں سے لڑنے والے ملک کے بہادر سپوت اس نفرت کے سایہ میں خود باہم لڑ پڑے، جس سے اس وقت ملک کو بڑے پیمانے پر مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔اس کے بعد تقسیم اور فرقہ وارانہ تباہی کے زخموں سے چور اس بھارت کو اطمینان وسکون اور دلداری کی ضرورت تھی، طویل غلامی کے بعد اسے اپنی آزادی کی فضا، خوشحالی وترقی اور سماجی زندگی میں باہم اخوت ومحبت اور مسرت وشادمانی درکار تھی، جس کا بعض پیش روحکومتوں نے خیال بھی رکھنا چاہا،مگر سیاست کے بھیڑیوں اور تخت وتاج کے حریصوں نے وقفہ وقفہ سے فرقہ وارانہ فسادات کے ذریعے بھارت کے پرانے زخم پر نمک پاشی کا مستقل کام کیا۔خصوصا جب سے بی جے پی کی حکومت آئی ہے ملک کی صورت حال ابتر ہوتی جارہی ہے۔وہ لگاتار ایسے مہلک اور خطرناک فیصلے لینے لگی جس سے ملک میں انارکی پھیلی ، ملک اوراس کے عوام ترقی کیا کرتے ،اپنی تجارت وملازمت ،گوناگوں مصروفیت اور سکون زندگی چھوڑ کر سڑکوں پر آگئے ،جس سے طلبہ وطالبات کی تعلیم اور عوام کے روزمرہ کے معمولات زندگی بے حد متاثر ہوئے۔

CAA کا پس منظر اب یہاں کے شہریوں کے سامنے پورے طور پر آچکا ہے، RSS کا ہندوتو انظریہ بھی پوری دنیا میں معروف ہو چکا ہے،اس کی تہ در تہ حقیقتیں بھی طشت ازبام ہوچکی ہیں ،دنیا کی سب سے خفیہ ترین سمجھی جانے والی تنظیم آرایس ایس (RSS) اب کسی سے مخفی نہیں رہی، ملک اور ملک سے باہر اس کے نظریات کی وسیع پیمانے پر تشریح ہورہی ہے،موجودہ ملکی حالات کے پیش نظر پوری دنیا کا یہ کہنا ہے کہ یہ ملک گول والکر، ساورکر اور گوڈ سے کے متشدد نظریہ پر ہرگز نہیں چل سکتا ،جن کی ملک کی آزادی میں کبھی کوئی حصہ داری اور شراکت نہیں رہی ہے، ان کے نظریات کے حاملین اس ملک میں صرف اور صرف برہمن ہیں جو منوواد کے قائل اور منواسمرتی کا نفاذ چاہتے ہیں،ان کی تاریخ رہی ہے کہ یہ ہمیشہ سیکولرزم اور جمہوریت کے دشمن رہے ہیں، یہاں کا دستور روزاول ہی سے ان کی آنکھوں کا کانٹا بنا ہوا ہے، جنہیں ترنگا سے سخت نفرت ہے، آج تک انہوں نے آرایس ایس کی مرکزی آفس میں ہندوستان کے ترنگا کی پرچم کشائی نہیں کی ۔ برسراقتدار حکومت کے بڑے بڑے سورما بشمول مودی اور امیت شاہ ان کے ہی ترجمان ہیں، جنہوں نے یہ ٹھان لیا ہے کہ ملک کہیں جائے ،اس کی معیشت کا دیوالیہ ہوجائے، تعلیم گاہیں بند ہوجائیں ،ترقی کے سارے نقشے دھرے رہ جائیں، ملک کی چھوٹی بڑی صنعتیں برباد ہوجائیں ، کسانوں کی خودکشی عام ہوجائے ، مقامی مصنوعات دھول کی نظر ہوجائیں، بے روزگاری سر چڑھ کر بولے، مہنگائی آسمان چھولے، شہریوں کی زندگیاں تباہ ہوجائیں، بیٹیوں کی عصمتیں تارتار ہوجائیں، ملک میں بڑھتی غربت کی شرح کا گھٹاٹوپ اندھیرا پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لے اور فرقہ وارانہ فسادات سے پورا ملک جل اٹھے ، مگر ہمیں وہی کرنا ہے جس کی آرایس ایس نے ہمیں تعلیم دی ہے، جس سے ہماری سیاست کا بازار گرم رہے، ہماری حکومت قائم ودائم رہے اور اپنے فانی اور ختم ہونے والے عارضی تخت وتاج کے لئے پورے ملک کو اگر نفرت کی بھٹی میں جھونکنا بھی پڑے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں ،حکومت کے اعلیٰ عہدہ داروں اور امیت شاہ کے حالیہ بیانوں سے تو ایسا ہی لگتا ہے۔ حالانکہ ایشیا کے اندر ایسے بہت سے ممالک ہیں جو ہر طرح کی ترقیات سے مالا مال ہیں، حکومت کی نظر میں وہ نہیں ہیں۔ وہاں کی تعلیمی، اقتصادی، معاشی اور سماجی نقطہ ہائے نظر سے استفادہ کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل مرتب کرے اوران ممالک کی نئی ترقیات، تعلیمی منصوبہ بندیوں، معاشی حصولیابیوں اور وہاں کے شہریوں کو حاصل شدہ بنیادی ضروریات زندگی اور میسر آسائش حیات کو اپنے حکومتی منشور میں شامل کرنے لئے ان کا حقیقت پسندانہ مطالعہ کیا جائے ، حکومت کو ان امور پر توجہ دینی چاہئے ، ترجیحی بنیاد پر ایک ایک کرکے پہلے اہم عوامی ضرورتوں کی تکمیل کی جائے اور عوام کو روزگار کے اہم مواقع اور معیشت کے ضروری میدان فراہم کئے جائیں اور ملک کے نوجوانوں کی خاطرخواہ حوصلہ افزائی کی جائے۔ دیکھا جائے تو اس کے لئے حکومت کے پاس کوئی فکری اور ارادی قوت نظر نہیں آتی ۔ بھارت جیسے کثیر المذاہب والے ملک میں اجتماعی ہم آہنگی اور سماجی اتحاد بنیاد کے پتھر کی مانند ہے، جس کی فکر اہل حکومت کو سب سے پہلے کرنی چاہئے ، ملک میں سکون وعافیت اور امن وامان کا قیام مختلف نظریات کے حامل شہریوں کے لئے اولین ترجیح کا درجہ رکھتا ہے، عقلمند حکومت ہمیشہ ان اصولوں کو مقدم رکھتی ہے، حکومت سے بھارت کے عوام کا پرزور مطالبہ ہے کہ وہ کوئی بھی ایسا کام نہ کرے جس سے اسے شرمسار ہونا پڑے، پوری دنیا میں حکومت کی جگ ہنسائی تو ہو ہی رہی ہے ساتھ میں اس سے ملک کی اعلیٰ شبیہ بھی خراب ہو رہی ہے جس کے لئے حکومت جوابدہ ہے۔

علم دین کے حصول کا مقصد

خطاب: حضرت مولانامفتی برھان الدین سنبھلی

مرتب مولانا نور الحق رحمانی

میں دلی میں تیرہ سال رہا ہوں، اس زمانہ میں مصر سے رمضان قراء آتے تھے، جب ان سے قرآن سنا تو پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنا اسے کہتے ہیں، میرے والد صاحب قاری تھے اور میری والدہ بھی قاریہ تھیں، اس لئے میری گھٹی میں قرأت ہے، لیکن مصری قراء کی قرأت سنی وہ اس طرح پڑھتے تھے کہ لوگوں کو وجد آجاتا تھا، غیر مسلم بھی جمع ہوجاتے تھے، سورہ قصص کی تلاوت تو ایسا محسوس ہورہا تھا کہ حضرت موسیٰ وشعیب علیہم السلام کے واقعہ کی محاکات ہورہی ہے، جب وہ اس آیت پر پہنچے: فجاء ته احداهما تمشي على استحياء قالت تو استحیاء پر وقف کرنے کے بجائے قالت پر وقف کیا تو ایک نئی بات پیدا ہوگئی کہ یعنی شرمیلے انداز میں چلتے ہوئے آئیں اور شرمیلے انداز میں کہا، اس وقف سے ایک اور مفہوم واضح ہوگیا۔

بات کا صحیح محمل جاننا ’’فقہ‘‘ ہے، ’’حکمت‘‘ ہے، شیخ سعدی کا شعر ہے

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست　　در پریشاں حالی ودرماندگی

ہاتھ پکڑنا محاورہ ہے، یعنی کام آنا، مدد کرنا، پیسے کی ضرورت ہو تو پیسہ دینا، کپڑے کی ضرورت ہو تو کپڑا دینا، جسمانی مدد کی ضرورت ہو تو وہ پیش کرنا، ایک شخص کو ہاتھ پکڑنے کی بات یاد تھی، جب اس نے دیکھا کہ اس کا دوست پٹ رہا ہے تو جا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا جبکہ اس صورت میں ہاتھ پکڑنے کا مطلب تھا کہ اس کی مدد کی جائے اور مارنے والے کا ہاتھ پکڑا جائے ، انہوں نے دوست کا ہاتھ پکڑ کے دوست کے بجائے مارنے والے کی مدد کی، یہ غلطی بات کا صحیح محمل نہ جاننے کی وجہ سے ہوئی، تو فقہ کے لئے ضروری ہے کہ بات کے صحیح محمل کو جانا جائے، حدیث میں فقہ کا لفظ آیا ہے: من يريدالله به خيرا يفقه في الدين ،اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آئے اور تیز وتند انداز میں مطالبہ کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال ؓ سے فرمایا: اقطع عني لسانه، یہاں پر زبان کاٹنے کا مطلب ہے ضرورت پوری کرنا، شکایت دور کرنا، مطالبہ پورا کرنا، بعض موقعہ پر منھ بند کرنے کا مطلب یہی ہوگا کہ بولنے نہ دیا جائے، منھ پر ہاتھ رکھ دیا جائے، اگر لغوی معنی مراد لیا جائے تو مطلب الٹا ہوجائے گا، ایک سوال کے جواب میں حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ حلال ہے، نہ حرام نہ مکروہ، یہ جملہ اسی شئی کے حلال ہونے کی صراحت ہے، اور حرام یا مکروہ ہونے کی نفی، اس کو پڑھنے والے نے اس طرح پڑھا، حلال ہے نہ حرام، نہ مکروہ، حلال ہے پر وقف نہ کرنے کے بجائے نہ حرام پر وقف کیا تو مطلب خبط ہوکر رہ گیا، اب سوال پیدا ہوا کہ جب وہ حلال ہے نہ حرام نہ مکروہ تو پھر ہے کیا، کوئی چیز یا تو شرعا حلال ہوتی ہے یا حرام ایسا نہیں ہوسکتا کہ نہ حلال ہو نہ حرام نہ مکروہ، تو یہ غلطی وقف غلط کرنے کی وجہ سے ہوئی۔

بعض دفعہ غلط وقف کرنے سے مطلب الٹ جاتا ہے، جیسے آپ کہیں، روکو، مت جانے دو اس میں اگر روکو پر وقف نہ کرکے مت پر وقف کریں تو بات بالکل الٹی ہوجائے گی یعنی روکو مت ، جانے دو، قرآن کریم کی تلاوت میں ہی وقف کرنے سے اس سے زیادہ خراب حالت ہوتی ہے، جو طلبہ عربوں میں رہ کر وقف کرتے ہیں وہ وقف بہت صحیح کرتے ہیں، أشدا على الكفار رحماء پر وقف کیا تو معنی الٹ گئے، رحماء آپس میں ہیں اور کفار کے لئے اشداء ہیں، مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے حضرت تھانویؒ کے بارے میں فرمایا کہ وہ عالم، مفسر، صوفی، متکلم، فقیہ، اور مفتی سبھی کچھ تھے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں ایسا لطف آتا کہ گویا قرآن نازل ہورہا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

آزادی ہند کی تاریخ اور مسلمانوں کی قربانیاں

مفتی محمد صادق حسین قاسمی

یہ ایک تاریخی حقیقت اور نا قابلِ فراموش سچائی ہے کہ مسلمانوں نے ہی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس ملک کو آزاد کرانے کی کوشش کی، اور اپنی آنکھوں میں اپنے پیارے وطن کی آزادی کے خواب لئے جان وتن نچھاور کیا۔ سخت ترین اذیتوں کو جھیلا، خطرناک سزاؤں کو برداشت کیا، طرح طرح کی مصیبتوں سے دوچار ہوئے، حالات وآزمائشوں میں گرفتار ہوئے، لیکن برابر آزادی کا نعرہ لگاتے رہے اور ہر ہندوستانی کو بیدار کرتے رہے، کبھی میدان سے راہِ فرار اختیار نہیں کی اور نہ ہی کسی موقع پر ملک ووطن کی محبت میں کمی آنے دی۔ ایک عظیم مورخ رقم طراز ہیں کہ: ہمارے آباء واجداد نے ہندوستان کی عظمت اور آزادی کو پامال کرنے والی اس سفید فام قوم کو اپنے رگوں کے خون کے آخری قطرے تک برداشت نہیں کیا۔ ہندوستان میں بسنے والی ہندوستانی قوم جو مختلف مذاہب اور مکتبہ فکر کی تہذیب اور تمدن کے مختلف ومتضاد عناصر کو لے کر وجود میں آئی تھی، اس کی عزت وحرمت بچانے کے لئے پہلے پہل ہم نے خود اپنی ذات کو قربانی کے لئے پیش کیا۔ 1857ء کے بعد نصف صدی تک انگریزی سامراج کو شکست دینے کے لئے ہم تن تنہا جنگِ آزادی میں زور آزمائی کرتے رہے اور ہم نے اس راہ میں اپنا خون اتنا بہایا کہ پوری جنگِ آزادی کے میدان میں دوسروں نے اتنا پسینہ بھی نہیں بہایا ہوگا۔ (تحریکِ آزادی اور مسلمان: 23) ڈاکٹر مظفر الدین فاروقی لکھتے ہیں کہ: 1857ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں نے بہ حیثیت مجموعی جس شدت سے انگریز مخالفت کا ثبوت دیا تھا اس سے انگریزوں کی آنکھیں کھل گئیں، انگریز اچھی طرح جانتے تھے کہ ہندوستان میں مسلمان سب سے بہتر قوم ہیں۔ چناں چہ ڈاکٹر ہنٹر لکھتے ہیں: ''حقیقت یہ ہے کہ جب یہ ملک ہمارے قبضے میں آیا تو مسلمان ہی سب سے اعلی قوم تھی۔ وہ دل کی مضبوطی اور بازوؤں کی توانائی میں برتر نہ تھے بلکہ سیاسیات اور حکمت عملی کے علم میں بھی سب سے افضل تھے۔ (ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کا حصہ: 123) غرض یہ کہ مسلمانوں نے آزادی کی جنگ میں نا قابلِ فراموش کردار ادا کیا اور جان ہتھیلیوں پر رکھ انگریزوں کا مقابلہ کیا اور صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ تمام برادرانِ وطن کی آزادی، ان کے تحفظ، ملک کی سلامتی، تہذیب وتمدن کی حفاظت، اور انسانی حقوق کی بحالی کے لئے جنگِ آزادی میں بے مثال کارنامہ انجام دیا۔ آزادی کی یہ تاریخ بڑی طویل بھی ہے اور دردناک اور کرب انگیز بھی، خاک وخون میں تڑپتی لاشوں کے نظارے بھی ہیں اور اولوالعزم مجاہدوں اور جانبازوں کے ولولے بھی، وطن سے بے لوث محبت اور الفت کے نقوش بھی ہیں اور پیارے وطن کے لئے قربانیوں کا طویل سلسلہ بھی۔ آیئے ایک مختصر نظر اس کی تاریخ پر ڈالتے ہیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی:

24 ستمبر 1599ء میں لندن کے تاجروں نے آپس میں مل کر تہیہ کیا کہ مشرقی ممالک سے تجارت شروع کرنی چاہیے، چناں چہ اس غرض سے باقاعدہ ایک کمپنی (ایسٹ انڈیا کمپنی) قائم ہوئی، جس میں لندن کے دوسو سے زیادہ تاجر اور امراء شریک تھے۔ 21 دسمبر 1600ء کو ملکہ الزبتھ نے اس کمپنی کو شاہی منشور کے ذریعہ سے بلا شرکت غیرے ممالک مشرق سے تجارت کرنے کے پورے حقوق عطا کئے گویا کمپنی کو مشرقی تجارت کا باضابطہ اجارہ مل گیا۔ سترہویں صدی کے شروع میں کمپنی کی طرف سے انگریز تاجر ہندوستان پہنچے۔ چناں چہ 1612ء میں اول مغربی سال پر بمقام سورت انہوں نے کاروبار شروع کیا۔۔۔۔ نووارد تاجروں پر ہندوستان کے فرمانرواوں نے اپنی بے تعصبی اور دریا دلی سے کیا کیا احسان کئے اور کیسی کیسی رعایات و مراعات روا رکھیں جو بعد میں ان کی چالاکی اور احسان فراموشی سے خود ان کے حق میں وبالِ جان بن گئے اور دوسروں کے واسطے خیر اندیشی اپنے حق میں سخت نا عاقبت اندیشی ثابت ہوئی۔ گذشتہ تین صدی کی تاریخ ہند کا یہ سب سے بڑا سبق ہے کہ ہندوستانی فرمانرواؤں کے بے جا رعایات اور بے محل اعتماد نے ہندوستان کو آنکھوں دیکھتے ہاتھوں سے نکال دیا۔ (نقشِ حیات: 1/199) ایسٹ انڈیا کمپنی کے بہانے انگریز ہندوستان آئے اور یہیں پر قابض ہوگئے بلکہ یہاں کے باشندوں کو اپنا غلام بنالیا۔

پُلاسی کی جنگ:

انگریزوں نے رفتہ رفتہ اپنے پاوں پھیلانے شروع کئے لیکن اورنگ زیب عالمگیر کی وفات یعنی 1707ء تک مغلیہ حکومت مضبوط ہونے کی وجہ سے انگریزوں کو باقاعدہ کامیابی نہیں مل سکی۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب دہلی کا مرکز کمزور پڑ گیا اور صوبہ جات میں طوائف الملوکی کا دور شروع ہوا تو اب ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' اپنے بال وپر نکالنے لگی۔ جس کا پہلا افسوس ناک سانحہ 1757ء میں پُلاسی کے میدان میں رونما ہوا جب بنگال کے نواب ''سراج الدولہ'' کی فوجیں اپنوں کی درپردہ سازش کا شکار ہوکر ایسٹ انڈیا کمپنی کے مٹھی بھر منظّم فوج کے مقابلہ میں شکست سے دوچار ہوئی۔ (تحریکِ آزادی میں مسلم عوام اور علماء کا کردار: 17) نواب سراج الدولہ کے ساتھ غداری کرنے والا ''میر جعفر'' تھا جس نے انگریزوں کی پاچلوسی کرکے نواب کو شکست سے دوچار کیا۔ نواب سراج الدولہ گویا آزای ہند کے سب سے پہلے مجاہد تھے جن کی دوررس نگاہوں نے محسوس کرلیا تھا کہ یہ انگریز اس ملک پر مکمل قبضہ کرنا چاہتے ہیں اسی لئے ان کے خلاف اٹھنے والے اور علمِ بغاوت بلند کرنے والے سب سے پہلے محبِّ وطن سراج الدولہ تھے۔

سری رنگا پٹنم کا معرکہ:

بنگال پر جب کمپنی نے قبضہ کرلیا تو وہاں پر ظلم وستم کی سیاہ تاریخ رقم کی اور عوام کے ساتھ نہایت سفاکانہ برتاو کیا۔ انگریزوں کے خلاف دوسرے نمبر پر صدائے حریت لگانے والے اور ملک وملت کے لئے جان وتن لٹانے والے مردِ مجاہد شیرِ میسور ٹیپو سلطان شہید ہیں۔ حضرت مولانا واضح رشید ندوی صاحب لکھتے ہیں: یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی اپنے لئے سب سے زیادہ خطرہ سلطنت خداداد کے استحکام کو سمجھتی تھی، اور سلطان ٹیپو شہیدؒ کو راستہ کا ایک بڑا پتھر خیال کرتی تھی، جو اس کے مقاصد اور منافع تک رسائی میں پوری طرح حائل اور ان کے غلبہ کے نقصانات کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے، یہی وجہ تھی کہ وہ انگریزوں کے سلسلہ میں ذرا بھی لچک اور نرمی روا نہ رکھتے تھے، اس لئے انگریز کسی بھی صورت میں سلطنت خداداد کو تہس نہس کرنے کا ارادہ کرچکے تھے، اس کے لئے انہوں نے تمام تر ترکیبیں اور صورتیں اختیار کیں۔ (سلطان ٹیپو شہید ایک تاریخ ساز قائد شخصیت: 37) الغرض ایک معرکہ اور جنگ کے بعد انگریز غداروں اور ملت فروشوں کی وجہ سے اس عظیم سلطنت کو ختم کرنے اور راستہ کی بڑی روکاٹ کو دور کرنے میں کامیاب ہوگئے، سری رنگا پٹنم میں 28 ذی قعدہ 1213ھ مطابق 3 مئی 1799ء کو سلطان ٹیپو شہیدؒ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ جنرل ہارس سلطان کی لاش کے قریب پہنچ کر فرطِ مسرت سے چیخ اٹھا کہ: ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے''۔ (سیرت ٹیپو سلطان شہید: 344 از: محمد الیاس ندوی) ٹیپو سلطانؒ کے ساتھ غداری کرنے والا ''میر صادق'' تھا۔

کمپنی کا رخ دھلی کی طرف:

سارے ہندوستان کو بالواسطہ یا بلا واسطہ زیرنگیں کرنے کے بعد اب انگریز کا نشانہ دہلی کا پایہ تخت تھا، جہاں مغلیہ حکومت کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ 1803ء میں دہلی پر قبضہ کیا، اور یہاں بھی سوچی سمجھی اور طے شدہ پالیسی سے کام لیا گیا، یعنی بادشاہ (شاہ عالم) کو تاج وتخت کے ساتھ باقی رکھتے ہوئے صرف اختیارات ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلیم کرالئے گئے اور اس کی تعبیر یہ کی گئی کہ ''خلق خدا کی، ملک بادشاہ سلامت کا اور حکم کمپنی بہادر کا''۔ (علمائے ہند کا شاندار ماضی: 2/435)

شاہ عبد العزیزؒ کا فتوی:

جب ہر طرح کا اختیار انگریزوں کا شروع ہو چکا اور اسلامی تشخص کو مٹانے کی کوشش زوروں پر آگئی۔ ان حالات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزند وجانشین حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے ایک فتویٰ صادر کرکے ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا اعلان کیا۔ یہی فتوی ہندوستان کی جدوجہد آزادی کا نقطہ آغاز ہے۔

تحریک احمد شہیدؒ:

حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے فتویٰ کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہوگئے علماء اور عوام میں انگریزوں کے خلاف غم وغصہ پروان چڑھنے لگا، اس کے خلاف کوششوں کا باضابطہ آغاز ہوگیا ان ہی میں سے ایک حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک بھی ہے۔ آپ نے ہر علاقے کا دورہ کیا اور جہاں لوگوں میں دینی شعور بیدار کیا، وہیں عملی طور پر مقابلہ کے لئے بھی آمادہ کیا، چناں چہ مورخ مولانا محمد میاں صاحبؒ لکھتے ہیں: آزادی کے پروانوں اور خلقِ خدا کے خادموں یہ چھوٹا سا قافلہ جس کی تعداد پچاس تھی 1818ء میں دہلی سے روانہ ہوگیا۔ ہمہ گیر سماجی اور معاشی انقلاب اس کا نصب العین تھا۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی: 2/444) آپ کا قافلہ جہاں پہنچتا وہاں ایمانی بہاریں تازہ ہوجاتیں، ایمان واخلاق، اور اصلاح وتربیت کا پیغام عام ہوتا۔ بہر حال عظیم ترین قربانیاں دیتے دیتے اور شہر شہر، قریہ قریہ صدائے حق لگاتے ہوئے یہ قافلہ رواں دواں رہا، اور آزادی کے ولولوں کو زندہ کرتا رہا یہاں تک کہ 13 مئی 1813ء میں جمعہ کے دن اس قافلہ کے تین سو جیالوں نے اپنے قائد سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمعیل شہیدؒ کی قیادت میں بالاکوٹ کے میدان میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ (تحریکِ آزادی میں مسلم عوام اور علماء کا کردار: 32) تاریخ میں یہ پورا معرکہ ''تحریک ِبالاکوٹ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

1857ء تا 1947ء کا دور:

آیئے اب اختصار کے ساتھ آگے کی تاریخ کو ملاحظہ کرتے ہیں کہ 19 ستمبر 1857ء میں جب دہلی میں بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کرلیا گیا، اور دہلی پر انگریزوں کا قبضہ مکمل ہوگیا اور ہر طرف ظلم وستم، قتل وغارت گری عام ہوگئی تو اس وقت امت کے جن جیالوں نے آزادی کی تحریک کو اپنے کاندھوں پر لیا ان میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور اور آپ کے مریدان باوفا حضرت قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، حافظ ضامن شہیدؒ وغیرہ ہیں۔ ان کے بعد ان کے شاگردانِ باصفا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ وغیرہ ہیں، ان کے علاوہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، اور بھی بے شمار علماء اور مسلم عوام نے اپنے خونِ جگر سے اس گلشن کی آبیاری کیا اور جانوں کا نذرانہ پیش کرکے اس کی آزادی کو یقینی بنایا۔ شیخ الہند نے ''تحریک ریشمی رومال'' شروع کی، آزادی کے لئے ''مالٹا'' کی قید وبند کو تقریبا 3 سال 2 مہینے 23 دن تک برداشت کیا۔ اس اسارت کے دور میں طرح طرح کی صعوبتوں سے گزرے، آپ ہی کے شاگردوں نے آزادی وطن کے لئے نومبر 1919ء میں جمعیۃ علماء ہند کا قیام عمل میں لایا۔ غرض کہ ہر طرح کی قربانیاں دیتے ہوئے اور اس مشن اور تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر طرح کی تدبیریں اختیار کرتے ہوئے آگے بڑھے، یہاں تک کہ مسلمانوں کے ساتھ برادرانِ وطن کو بھی شریک کیا، مہاتما گاندھی کو ساتھ لیا اور دیگر ذمہ داروں کو شریک قافلہ کرکے جدوجہد کی، ہمارے ان ہی بزرگوں اور بے لوث مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں کے نتیجہ میں 15-14 اگست 1947ء کی درمیانی شب ہندوستان کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ اور اس کے چند سالوں بعد یہاں کا دستور مدون ہو جس بنیاد پر ۲۶ جنوری کو یوم جمہوریہ منایا جاتا ہے۔

علامہ شیخ سعید حلبیؒ کی جرأت و بے باکی

اقبال احمد اعظمی

علامہ شیخ سعید حلبی انیسویں صدی کے ان اکابر میں سے ہیں، جو اپنے علم و فضل، تقویٰ اور تعلق باللہ میں ممتاز تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث ''الابدال فی ھٰذہ الامة ثلاثون مثل ابراھیم خلیل الرحمٰن عزوجل، کلمامات رجل ابدل اللہ تبارک و تعالیٰ مکانه رجلا'' (مسند احمد ص ۳۲۵) کو سامنے رکھ کر ان کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو بلا کسی تردد کے یہ کہا جا سکے گا کہ آپ فی زمانہ خدا کے انہیں برگزیدہ بندوں میں سے ایک تھے جو خلق خدا کے نگہباں، صاحب خدمت اور زمین کے معنوی شہنشاہ ہوتے ہیں۔ موصوف دمشق کے محلّہ میدان کی ایک مسجد میں دنیا سے یکسو ہو کر اللہ کی عبادت اور اس کی دین کی تعلیم میں مشغول رہتے تھے۔

۱۸۳۱ء کی بات ہے کہ ایک دن یکا یک یہ اعلان سننے میں آیا کہ شاہ وقت سلطان ابراہیم پاشا شیخ سے ملنے کے لیے ان کی مسجد میں آرہا ہے، اہل محلّہ پریشان ہوگیے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کیا کیا جائے؟ وہ جانتے تھے کہ شیخ اہل دنیا کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، وہ نہ کسی بادشاہ کی اس کی بادشاہت کی وجہ سے تعظیم کرتے ہیں، نہ کسی مالدار کی اس کے مال کی وجہ سے، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کسی کے بدن پر کیسے کپڑے ہیں یا اس کے گھر میں سیم وزر کا کیسا انبار ہے، وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ آدمی کا انسانی خوبیوں میں کیا مقام ہے، ایمانی صفات میں اس کا کیا حال ہے اور اس کے داغ کو جوہر علم و فضل سے کیا حصہ ملا ہے، ادھر ابراہیم پاشا کا حال بھی ان سے پوشیدہ نہیں تھا ان کا رعب و دبدبہ اور جاہ و جلال ان کی نظر میں تھا اس کے جور و تشدد کا بھی ان کو تجربہ تھا، وہ یہ جانتے تھے کہ اس کی تلوار زبان و نظر سے زیادہ تیز چلتی ہے وہ سوچتے تھے کہ شیخ کی بے توجہی دیکھ کر کہیں بادشاہ کوئی گستاخی نہ کر بیٹھے، سوچا کہ بادشاہ سے چل کر عرض و منت کریں لیکن وہاں تک پہنچیں گے کیسے؟ اس کے دربار تک رسائی آسان تو نہیں ہے، اچھا! شیخ ہی سے عرض کریں کہ اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے شیخ اس کا کچھ اعزاز فرمادیں لیکن شیخ کو اس کی کیا ضرورت وہ سیکڑوں طاقتور بادشاہوں سے زیادہ طاقتور ہیں ان کی ایمانی ہیبت اور ان کا تقوی ان کی حفاظت کے لیے کافی ہے، وہ تو دین کے لیے وقف ہیں، فرشتہ ان کی نگہبانی کرتے اور ان کے لیے پر بچھاتے ہیں۔

دراصل یہ تو وہ بھی جانتے تھے کہ شیخ اس سے مستغنی ہیں، ڈر تو اپنا تھا کہ اگر شیخ نے بادشاہ کو برہم کردیا تو نزلہ ہم پر گرے گا، چار و ناچار بادشاہ کے استقبال کی تیاریوں میں لگ گیے اور جو کچھ بن پڑا اظہار وفاداری میں اٹھا نہ رکھا، بادشاہ کی سواری پورے شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ مسجد کے دروازہ پر پہونچی ،لیکن مسجد کا دروازہ تنگ تھا گویا'' وہ زبان حال سے کہہ رہا تھا لوٹ جا اپنی دنیا کی طرف لوٹ جا، اللہ کے گھر میں آنا ہے تو عاجز انسان بن کر آ، آقا بن کر آنا چاہتا ہے تو اس کا قصد نہ کر، کیوں کہ نبوت کی میراث (جس کی بنیاد توحید و مساوات پر ہے) جاہلی رسموں کے ساتھ جو شرک اور شاہ و گدا کی تمیز پر مبنی ہے جمع نہیں ہوسکتی، بادشاہ تھوڑی دیر تک کھڑا سوچتا رہا پھر سواری سے اترا، خدام و مصاحبین کو الگ کیا اور تنہا مسجد میں داخل ہوگیا، راوی کا بیان ہے کہ شیخ اپنے شاگردوں اور متوسلین کے حلقہ میں پیر پھیلائے بیٹھے تھے اور فرما رہے تھے:

''آدمی جب اللہ سے ڈرنے لگتا ہے اور اپنے ڈر میں سچا ہوتا ہے تو پھر دنیا کی ہر چیز اس سے ڈرنے لگتی ہے وہ جب کسی بڑی چیز کو دیکھتا ہے تو فورا اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کا عظیم کلمہ اس کے سامنے آجاتا ہے اور اس بڑی چیز کو اس کے لیے حقیر بنا دیتا ہے...... اللہ اکبر کے کلمہ میں ایک سر الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو دن رات میں نماز و اذان کے ذریعہ سیکڑوں بار اس کلمہ کو دہرانے کا حکم اس لیے نہیں دیا تھا کہ وہ اس کے حروف کو صرف دہرائے، بلکہ اس لیے کہ اس کے دل میں یہ بات اتر جائے کہ دنیا میں کوئی بڑا نہیں ہے اور جو اللہ کے ساتھ ہے اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں، بڑا سے بڑا بادشاہ اس کا نہ کچھ بگاڑ سکتا ہے اور نہ سخت سے سخت قسم کا دکھ درد اسے اندیشہ میں ڈال سکتا ہے۔ کاش! اس کلمہ کو زبان سے دہرانے کے ساتھ اس کے معنی کی گہرایوں میں بھی اتر جاتے پھر دیکھتے کہ نہ تو کبھی کسی طرح کی ذلت ان کے پاس پھٹکتی اور نہ کبھی بزدلی اور کسل انہیں دامن گیر ہوتا۔''

حلقہ کے ایک آدمی نے کہا: کہ حضرت! اگر بادشاہ اسے قتل کردے یا اس کا مرض اسے موت تک پہونچادے، فرمایا:

''سبحان اللہ'' کیا مسلمان بھی قتل سے ڈرتا یا موت سے نفرت کرتا ہے؟ موت تو سخت اس لئے ہے کہ اس سے دنیا کی زندگی اور اس کی لذتیں ختم ہو جاتی ہیں، پھر اس کا غم تو کافر کو ہونا چاہئے کہ اسے دنیا کے مزے لوٹنے ہیں، لیکن اس شخص کو اس کا کیا غم جو دنیا میں صرف اس لئے رہتا ہے کہ آخرت کی زندگی کے لئے تیاری کرے، وہ تو دنیا میں اس طرح رہتا ہے جیسے مسافر اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں سکنڈ منٹ گنتا رہتا ہے، اس کی جب موت آئے گی اور اپنے پروردگار سے ملے گا تو اسے بالکل ایسا ہی معلوم ہوگا جیسے کوئی عرصہ دراز پردیس میں رہنے کے بعد اپنے گھر لوٹتا ہے اور اپنے ماں باپ سے ملتا اور خوش ہوتا، اس کے لئے موت موت نہیں بلکہ موت کا دن گویا اس کا جنم دن ہے اور اس کے بعد ہی اس کی زندگی کی ابتداء ہوگی، ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ سب سے اعلیٰ درجہ کا شہید وہ ہے جو کسی ظالم بادشاہ کے خلاف حق بات کہے اور وہ اسی کی وجہ سے اسے قتل کردے۔''

بادشاہ کھڑا سن رہا تھا اور غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، وہ یہ سوچ رہا تھا کہ میرے پاس ہزاروں غلام ہیں، میرے پاس طاقت ہے، میرے پاس دنیا کی دولت ہے اور میں شہنشاہ ہوں، یہ کیسا بڈھا ہے، اس کے پاس کے یہ فقیر کتنے بدتمیز ہیں، میرے لئے کھڑے کیوں نہیں ہوئے، مجھے جھک کر سلام کیوں نہیں کرتے، اور میرے سامنے ہاتھ کیوں نہیں باندھتے، کیا یہ مجھے جانتے نہیں، یا انہیں میری تلوار کی تیزی کا علم نہیں ہے، ہر ایک کو غیظ و غضب سے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا اور جی ہی جی میں کڑھ رہا تھا کہ اس کی نظر شیخ پر پڑی، دیکھا تو شیخ اسی کی طرف پیر پھیلائے ہوئے ہیں، بیتاب ہوگیا اور اس حرکت کو اس نے اپنی طاقت و حکومت کے ساتھ مذاق سمجھا، لیکن کیا کرے، اس وقت اس کی حیثیت ایک پنجڑے میں بند بھوکے شیر کی تھی جو سامنے شکار کو دیکھ کر تڑپ رہا ہے لیکن نکل نہیں سکتا، ادھر شیخ خود اپنے میں مست تھے، نظر اٹھائی اور بادشاہ کو کھڑا دیکھا تو ان کی حالت میں کوئی معمولی تبدیلی بھی نہیں آئی، تبدیلی کیوں آتی، کیا اس لئے کہ ابراہیم پاشا دنیا کا بادشاہ ہے یا اس کے پاس دولت کا خزانہ ہے، انہیں دنیا کی بادشاہت کا کیا ڈر! وہ تو اللہ کی بادشاہت میں ہیں، انہیں دنیا کی دولت سے کیا لینا، وہ تو اس پر لات مار کر آخرت کی دولت سمیٹ رہے ہیں اور ان کے خدام وہی کیا کم ہیں، شیخ کی صحبت نے ان کو اتنا بلند کردیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز انہیں اس طرح چھوٹی معلوم ہوتی ہے جیسے ہوائی جہاز سے جھانکنے والے کو نیچے کی چیزیں، یا آسمان پر رہنے والے کو پوری زمین، ان کی نظر میں بادشاہ چیونٹی سے کچھ بڑا نہیں تھا، پھر اس کے لئے کیوں کھڑے ہوں یا اس کے سامنے کیوں ہاتھ باندھیں، بس شیخ نے نظر اٹھا کر صرف اتنا کیا کہ اپنی عام عادت کے مطابق اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر تعلیم دین میں مشغول ہوگئے اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی عجیب کاری گری ہے کہ اس نے انسان کو پہلے حیوان پیدا کیا پھر کسی میں فرشتہ بٹھایا اور کسی میں شیطان ڈال دیا ہے، اب دنیا میں جو شخص صرف اپنا پیٹ بھرتا اور شہوت پوری کرتا اور اس کے لئے جائز راستے اختیار کرتا ہے وہ حیوان ہے وہ گدھے کی طرح کھاتا اور شہوت کو تسکین دیتا ہے اور جو دنیا کی حلال و حرام تمام راستوں سے حاصل کرتا ہے اور نیکی بدی کی اسے کچھ پروا نہیں ہے وہ شیطان ہے، سانپ بچھو بھی اس سے اچھے ہیں کہ ان کا ٹھکانا مٹی ہے اور اس کا ٹھکانا آگ، ان سب کے برخلاف جس کا مقصد آخرت کا آرام اور اپنے پروردگار کی رضا حاصل کرنا ہے اور وہ دنیا میں اس طرح رہتا ہے جیسے ایک با مقصد طالب علم اپنے مدرسہ میں رہتا ہے، وہی حقیقی انسان ہے۔ بھائی! جنت تمنا اور آرزو سے نہیں جنت عمل اور محنت سے ملتی ہے، کیا جس طالب علم نے پورا سال کھیل کود میں گذار دیا اسے امتحان میں اچھے نتیجے کی امید رکھنی چاہئے، اور کیا جس نے بندوق کا ایک فائر بھی نہیں کیا اور دریا میں جال نہیں ڈالا اسے ہرن اور مچھلی کے انتظار میں بیٹھنا چاہئے کہ آ کر خود سے کہیں کہ ہمیں کھاؤ!۔۔۔ نفس کا علاج یہ ہے کہ ہر وقت انسان کمزوریوں کا محاسبہ کرتا رہے، اور اپنے نفس کو صحبت کی حالت میں مرض اور زندگی میں موت کی یاد دلاتا اور ڈراتا رہے، بھائی مومن کی سلامتی اس میں ہے کہ خوف و رجاء دونوں اس میں پوری طرح موجود ہوں، جس کے اندر سے ان میں سے کوئی چیز نکل گئی وہ تباہ ہوگیا۔۔۔ ہم نے بعض بزرگوں کے متعلق سنا ہے کہ وہ جلتے ہوئے چراغ پر ہاتھ رکھتے اور تکلیف ہوتی تو فرماتے! اے نفس دیکھ جب تو چراغ کی اس ہلکی لو کو نہیں سہ سکتا ہے تو جہنم کی آگ کو کیسے برداشت کر سکے گا۔۔۔ مومن وہ ہے کہ اگر اس میں شہوت کی آگ بھڑکے تو اسے جنت کی نہروں سے بجھادے یا جہنم کی آگ سے جلادے، جس کے پاس عقل نہیں ہے وہ انسان نہیں ہے، اور بغیر ایمان کے عقل کی کوئی قیمت نہیں ہے، ایمان کے بغیر انسان وہی ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ۔۔۔ ابتداء میں وہ ایک ناپاک نطفہ ہے اور انتہاء میں ایک سڑی ہوئی لاش، اگر کسی بادشاہ کو اس کی سلطنت اور اس کا ملک نشہ میں لائے تو وہ اللہ کے مقابلہ میں اپنی کم قیمتی کو دیکھے اور اس پر غور کرے کہ اللہ نے دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ کو اپنی سب سے چھوٹی مخلوق ایک پشو کے ذریعہ کیسے ہلاک کردیا تھا۔

بادشاہ کو غصہ کیوں آرہا تھا وہ ہر چیز کو اپنی مادی نظروں سے دیکھ رہا تھا، اسے اپنے تخت و محل اور شیخ کی چٹائی اور کچی زمین کا فرق معلوم نہیں تھا، اسے اپنے نوکر اور مصاحب اور شیخ کے خدام اور شاگرد یکساں نظر آرہے تھے، وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے خدام اور مصاحب اس کے صرف نوکر اور ملازم ہیں اور شیخ کے حلقہ والے ان کے شاگرد اور دینی بھائی! لیکن اس نے شیخ کے اثر بھرے کلمات سنے اور اس کی بصیرت کی آنکھیں کھل گئیں، وہ شیخ کی باتیں کھڑا سن رہا تھا اور اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اب تک وہ کسی صندوق میں بند تھا، اب اسے کھولا گیا ہے اور صاف ہوا نصیب ہوئی، وہ کسی سخت تاریکی میں تھا، شیخ اس پر سورج بن کر طلوع ہوئے ہیں، جھکا اور شیخ کے سامنے باادب دوزانو بیٹھ گیا، اب وہ شیخ کے خادموں سے اپنے کو کہیں حقیر سمجھنے لگا اور شیخ کے پھیلے پاؤں بھی اسے اچھے لگ رہے ہیں، پھر کیا تھا، شیخ نے ایک نظر ڈالی اور انسان بنا کر ہی بیٹھنے دیا۔

بادشاہ سلام کر کے باادب رخصت ہوا اور اپنے محل میں پہونچتے ہی خالص سونے کے ایک ہزار دینار کی ایک تھیلی شیخ کے پاس ہدیۃً بھیجی۔ قاصد نے شیخ سے آکر بادشاہ کا سلام عرض کیا اور تھیلی سامنے ڈال دی، شیخ مسکرائے اور تھیلی کو واپس کرتے ہوئے فرمایا! اپنے بادشاہ کو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ جو پیر پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ (از قصص من التاریخ للاستاذ علی الطنطاوی)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

اقوام متحدہ میں کشمیر پر بات چیت کی حمایت نہیں کرے گا روس

روس کے وزیر خارجہ سرگئی لاوروف نے کہا ہے کہ روس کشمیر کے مسئلہ پر ہندوستان اور پاکستان کی براہ راست بات چیت کا مسئلہ تسلیم کرتا ہے اور وہ اس پر اقوام متحدہ میں کسی قسم کی بحث کی پہل کی حمایت نہیں کرتا ہے۔انہوں نے روس کی سال ۲۰۱۹ء کی حکمت عملیوں کے نتائج کے سلسلے میں منعقد پریس کانفرنس میں کہا کہ ''ہم ہمیشہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کشمیر مسئلہ کا حل ہندوستان اور پاکستان اپنے اعلامیہ اور معاہدوں کے مطابق براہ راست بات چیت کے ذریعہ حل کریں۔'' (یواین آئی)

یوکرین کے وزیر اعظم کا استعفیٰ

یوکرین کے وزیر اعظم اولیکسی ھونچارک نے جمعہ کے روز صدر ولادمیر جیلنسکی کو اپنا استعفی سونپ دیا۔مسٹر ھونچارک نے فیس بک پر پوسٹ کے ذریعہ بتایا کہ ''میں نے صدر کے پروگرام کو نافذ کرنے کے لئے یہ عہدہ قبول کیا تھا، یہ میرے لئے شفافیت اور شائستگی کی مثال ہے۔(یواین آئی)

امریکہ سے تجارتی جنگ کا چینی معیشت پر منفی اثر

امریکہ کے ساتھ تجارتی جنگ کا چینی معیشت پر بُرا اثر پڑ رہا ہے، رپورٹ کے مطابق پچھلے سال چینی اقتصادی شرح نمو چھ اعشاریہ ایک فیصد ہی رہی، جو گزشتہ ۲۹/برسوں کی کم ترین شرح ہے ماہرین کے مطابق یہ امریکہ کے ساتھ تجارتی جنگ کا شاخسانہ ہے، واضح رہے کہ چین اس وقت دنیا کی دوسری سب سے بڑی معیشت ہے اور اقتصادی ترقی کی شرح بہتر کرنے کیلئے اس نے پچھلے دو برسوں میں کئی اہم اقدامات بھی کئے تھے، اس کے باوجود گزشتہ سال چین کی اقتصادی شرح نمو چھ اعشاریہ ایک فیصد رہی جو ۱۹۹۰ء سے اب تک کی سب سے کم شرح ہے۔(یواین آئی)

برطانوی اسکول کا بچوں کو دیر سے واپس لے جانے والے والدین پر جرمانے کا فیصلہ

عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق برطانیہ کے اسکولوں کی ایک برانچ نے چھٹی کے بعد بچوں کو واپس لے جانے کے لیے تاخیر سے آنے والے والدین پر جرمانہ عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے، ہر پانچ منٹ پر ایک پاؤنڈ بطور جرمانہ وصول کیا جائے گا۔اسکول انتظامیہ کا کہنا ہے کہ اسکول کی چھٹی ہو جانے کے باوجود والدین آدھے آدھے گھنٹے تاخیر سے بچوں کو لے جانے کے لیے آتے ہیں اور اس دوران سیکیورٹی کے عملے اور اساتذہ کو بچوں کی حفاظت کی خاطر رکنا پڑتا ہے۔اسکول ترجمان کا مزید کہنا تھا کہ اس حوالے سے والدین کو بار بار تنبیہ کی جا چکی ہے لیکن کسی قسم کا ردعمل نہ آنے کے باعث یہ فیصلہ کیا گیا ہے جس سے اسکول کا نظم ونسق برقرار رکھنے میں بھی مدد ملے گی۔(نیوز ایکسپریس)

فلسطین ہمارا پہلا مسئلہ تھا ہے اور رہے گا: سعودی عرب

سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان آل سعود نے کہا ہے کہ فلسطین ہمارا پہلا مسئلہ تھا، آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔انہوں نے کہا کہ ہم نے ہمیشہ عرب امن فارمولے اور بین الاقوامی قانونی قراردادوں کے مطابق جامع عرب حل کا مطالبہ کیا ہے، ہمارا غیر متزلزل موقف ہے کہ فلسطینیوں کے حوالے سے قابض حکام کے یکطرفہ اقدامات غیر قانونی ہیں، سعودی عرب، عرب ممالک کے اتحاد وسلامتی کو ضروری سمجھتا ہے اور عربوں کے استحکام کو خطرہ لاحق کرنے والی کسی بھی مداخلت کو برداشت نہیں کرے گا۔(نیوز ایکسپریس)

آسٹریلیا میں بارش سے آگ سے متاثر علاقوں میں راحت

جنگلات میں لگی شدید آگ سے جوجھ رہے آسٹریلیا میں جمعہ کو ہوئی شدید بارش سے کافی راحت ملی ہے، محکمہ موسمیات نے یہاں ابھی اور بھی بارش ہونے کی امید ظاہر کی ہے۔محکمہ سائنس بیورو کے ترجمان ابرار شبرین نے بتایا کہ بارش سے ابھی تھوڑی راحت ملی ہے اور نیو ساؤتھ ویلس (این ایس ڈبلیو) اور جنوب مشرقی آسٹریلیا کے آس پاس علاقے میں مانسونی سرگرمیوں کے فعال ہونے کا امکان ہے۔(یواین آئی)

دس برسوں کی نچلی سطح پر ہے عالمی ترقی کی شرح: اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۱۹ء میں عالمی معیشت کی رفتار گزشتہ ایک دہائی کی نچلی سطح پر رہی۔ اقوام متحدہ نے عالمی اقتصادی حالات اور امکانات ۲۰۲۰ء پر اپنی رپورٹ میں بتایا کہ لمبے تجارتی تنازعہ کی وجہ سے ۲۰۱۹ء میں عالمی معیشت میں دو اعشاریہ تین فیصد کا ہی اضافہ ہوا ہے۔(یواین آئی)

امریکہ دنیا میں لاکھوں افراد کے قتل کا ذمہ دار ہے لیکن تسلیم نہیں کرتا: خامنہ ای

ایرانی سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای کا کہنا ہے کہ جنرل سلیمانی کے قتل نے امریکہ کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کر دیا۔آیت اللہ خامنہ ای نے تہران میں نماز جمعہ سے قبل خطاب میں کہا کہ امریکہ نے ایران، عراق اور افغانستان سمیت دنیا بھر میں لاکھوں افراد کو قتل کیا، امریکہ دنیا میں لاکھوں افراد کے قتل کا ذمہ دار ہے لیکن مانتا نہیں۔انہوں نے کہا کہ ہمیں متحد ہو کر امریکا کا مقابلہ کرنا ہے، یوکرائن کا طیارہ حادثہ ایک تلخ حادثہ تھا۔طیارہ حادثے میں ہلاک ہونے والے افراد کے اہل خانہ کے غم میں شریک ہیں، پاسدران انقلاب کے ساتھ کھڑے رہیں گے، مغربی ممالک نے ایران پر پابندیاں لگانے کی دھمکیاں دی، ہمارے تیل کے ذخائر کو نشانہ بنانے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں، مغربی حکومتیں امریکہ کی کٹھ پتلی کا کردار ادا کر رہی ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

بزنس روزگار وکیریئر

حج ۲۰۲۰ء کے لیے پہلی قسط کی رقم جمع کرنے کا اعلان

مورخہ ۱۴/جنوری ۲۰۲۰ء کو جاری حج کمیٹی آف انڈیا ممبئی کے سرکولر نمبر ۶/کے مطابق حج ۲۰۲۰ء کے لیے پہلی قسط کی رقم جمع کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔پہلی قسط فی کس اکیاسی ہزار (۸۱۰۰۰) روپئے حج کمیٹی آف انڈیا کے اسٹیٹ بینک آف انڈیا یا یونین بینک آف انڈیا کے اکاؤنٹ میں پے ان سلپ کے ذریعہ بینک ریفرنس نمبر درج کر کے کور بینکنگ سسٹم والے کسی بھی شاخ میں ۱۶/جنوری ۲۰۲۰ء سے ۱۵/فروری ۲۰۲۰ء تک جمع کیے جا سکتے ہیں۔دوسری قسط کی رقم ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) روپئے ۱۶/فروری ۲۰۲۰ء سے ۱۵/مارچ ۲۰۲۰ء تک جمع کیا جانا ہے، خواہشمند حضرات دونوں قسطوں کی رقم ایک ساتھ بھی جمع کر سکتے ہیں۔تیسری قسط کی رقم جمع کرنے کا اعلان حج کمیٹی آف انڈیا ممبئی کے ذریعہ بعد میں کیا جائے گا۔جو حضرات آن لائن رقم جمع کرنا چاہتے ہیں وہ حج کمیٹی کی آفیشیل ویب سائٹ www.hajcommittee.gov.in پر لاگ ان کر کے رقم جمع کر سکتے ہیں۔بہار کے عازمین حج کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ جمع کی گئی رقم کی پے ان سلپ کی کاپی اور میڈیکل فٹنس سرٹیفکٹ بہار ریاستی حج کمیٹی، پٹنہ کے دفتر میں جمع کرا دیں۔بینک ریفرنس معلوم کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کور نمبر سے پہلے 2020 لگانا ہے مثلاً اگر کسی کا کور نمبر BRF-100-3-0 ہو تو ان کا بینک ریفرنس نمبر 2020BRF100 ہوگا۔کوئی دشواری ہو تو حج ہاؤس پٹنہ کے فون نمبر 0612-2203315 اور موبائیل نمبر 8271463343 (اظہار احمد)، 9693638579 (صغیر احمد)، 9308102375 (محمد اختر حسین)، 9097171909 (فرحان الحق)، 7488279439 (محمد احسان صدیقی)، 7070810696 (صفدر علی) سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔(پریس ریلیز)

الگ الگ شعبہ میں نوکری پانے کا سنہرا موقع

حکومت بہار نے مختلف شعبہ جات میں بحالی کے لیے ویکنسی نکالی ہے، جس میں محکمہ چھوٹی آبپاشی میں دوسو عہدے اور ایس بی آئی میں جونیئر اسوسی ایٹ کے ۸۳۰۸/عہدے پر بحالی ہوگی۔محکمہ چھوٹی آبپاشی میں جونیئر انجینئر (سول اور میکانیکل) کے عہدے پر کیے جائیں گے۔ان عہدوں کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرا جائے گا۔امیدواروں کی اہلیت منظور یونیورسٹی سے سول/میکانیکل انجینئرنگ میں تین سال کا ڈپلوما ہولڈر ہونا چاہیے، خواہش مند امیدوار ۳۱/جنوری ۲۰۲۰ء تک آن لائن فارم بھر سکتے ہیں۔آن لائن فارم بھرنے سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے http://minorirrigation.bihar.gov.in سے رابطہ کر سکتے ہیں۔اسی طرح ایس بی آئی میں جونیئر ایسوسی ایٹ کے ۸۳۰۸/عہدے پر بحالی ہوگی، اس شعبہ میں آن لائن درخواست فارم بھرنے کی تاریخ ۲۶/جنوری ۲۰۲۰ء ہے، مزید معلومات کے لیے www.sbi.co.in پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔(بحوالہ ہمارا سماج: ۱۶/۱/۲۰۲۰ء)

سپریم کورٹ نے این پی آر نوٹیفکیشن کے خلاف عرضی پر مرکز سے جواب طلب کیا

سپریم کورٹ نے قومی آبادی رجسٹر (این پی آر) کے نوٹیفکیشن کو چیلنج کرنے والی ایک عرضی پر مرکزی حکومت کو جمعہ کے روز نوٹس جاری کیا۔چیف جسٹس ایس اے بوبڈے، جسٹس بی آر گوئی اور جسٹس سوریہ کانت کی بینچ نے اسرار الحق منڈل اور دیگر کی عرضی پر مرکزی حکومت سے جواب طلب کیا ہے۔عرضی گزار نے این پی آر کو نافذ کرنے کے سلسلے میں وزارت داخلہ کی جانب سے ۳۱/جولائی ۲۰۱۹ء کو جاری نوٹیفکیشن کی آئینی حیثیت کو چیلنج کیا ہے۔این پی آر کا عمل یکم اپریل سے شروع ہونے والا ہے۔عرضی گزار نے شہریت ترمیمی قانون (سی اے اے) کو بھی چیلنج کیا ہے۔غور طلب ہے کہ سپریم کورٹ سی اے اے کے خلاف دائر ۶۰/عرضیوں پر پہلے ہی حکومت کو نوٹس جاری کر چکا ہے۔ان عرضیوں پر ۲۲/جنوری کو سماعت ہونی ہے۔(یواین آئی)

سی اے اے کے خلاف مظاہرے کی وجہ سے اے ایم یو میں امتحانات ملتوی

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں سی اے اے کے خلاف طلبہ کے مظاہرے کی وجہ سے ابھی بھی ماحول کشیدہ ہے، جس کی وجہ سے انتظامیہ نے سبھی امتحانات کو ملتوی کر دیا ہے۔سرمائی تعطیل کے بعد یونیورسٹی کھلنے پر یہ امتحانات ہونے تھے، مگر سبھی امتحانات کو فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔امتحانات کو ملتوی کرنے کا فیصلہ وائس چانسلر پروفیسر تغلق منصور کی صدارت میں ہوئی میٹنگ میں کیا گیا۔میٹنگ میں سبھی فیکلٹیز کے ڈین، کالجوں کے پرنسپل، پالیٹکنک اور دیگر اداروں کے ذمہ دار موجود تھے، میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ کلاسز شروع ہو جائیں گی، مگر ابھی امتحانات نہیں لیے جائیں گے۔(این ڈی ٹی وی)

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ریزیڈنشل اکیڈمی میں کوچنگ کر رہے ۵۴ طلبہ نے یو پی ایس سی مینس کلیر کیا

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ریزیڈنشل کوچنگ اکیڈمی (RCA) میں کوچنگ کر رہے ۵۴/طلبہ نے یو پی ایس سی مینس پاس کر لیا ہے۔ان سبھی طلبہ کو یو پی ایس سی ۲۰۱۹ء میں کامیابی ملی ہے۔اب یہ سبھی امیدوار فروری ۲۰۲۰ء میں ہونے والے یو پی ایس سی کے انٹرویو میں حصہ لیں گے۔واضح ہو کہ گزشتہ سال جامعہ کے ۴۴/طلبہ نے یو پی ایس سی پاس کیا تھا۔جن میں ملکی سطح پر تھرڈ رینک حاصل کرنے والے جنید احمد بھی شامل تھے۔خیال رہے کہ یو پی ایس سی انڈین ایڈمنسٹریشن سروس (IAS)، انڈین فارن سروس (IFS)، انڈین پولیس سروس (IPS) و دیگر سنٹرل سروسز کے گروپ اے اور گروپ بی میں انتخاب کے لیے امتحانات منعقد کرتا ہے۔کامیاب ہونے والے طلبہ کو یونیورسٹی کی جانب سے ایک بیان جاری کر مبارکباد دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ان طلبہ کو سول سروسز کے ذریعہ ملک کی تعمیر وترقی کے لیے تیار کرنے میں یونیورسٹی ہر وقت سرگرم عمل ہے۔(این ڈی ٹی وی)

طب وسائنس

انڈے کے طبی فوائد

انڈے قدرت کی طرف سے پروٹین) لحمیات (حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ ہیں جو دماغ اور پٹھوں کی نشوونما کے لئے اہم ہیں۔انڈے کے استعمال سے قوت مدافعت میں بھی اضافہ ہوتا ہے جبکہ بصارت کی کمزوری کے عمومی عوامل میں بھی انڈے کا استعمال مفید اثرات ظاہر کرتا ہے۔بچوں کو انڈہ کھلانے سے ان کی افزائش ہڈیوں کی مضبوطی اور بصارت کی خامیاں دور ہوتی ہیں۔انڈے میں پائی جانے والی 60 فیصد چربی خشک تیزابی (Unsaturated) حالت میں ہوتی ہے جو چربی کی تر تیزابی حالت (Saturated) کے مقابلے انسانی صحت کے لئے زیادہ مفید اور صحت منداثرات رکھتی ہے جبکہ انڈے میں کاربوہائیڈریٹس اور فائبر نہیں ہوتے۔انڈے استعمال کرنے والے اسے موسم کے لحاظ سے بھی منسوب کرتے ہیں جیسا کہ موسم گرما میں انڈہ نہیں استعمال کرنا چاہئے کیونکہ یہ انسانی جسم میں گرمی پیدا کرتا ہے۔انڈوں سے متعلق یہ تاثر بھی کم علمی کی بنیاد پر ہے۔

درحقیقت انڈے میں پائی جانے والی توانائی ہر موسم میں انسانی جسم کی ضرورت پورا کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے، انڈہ توانائی کا اضافی ذریعہ نہیں بلکہ متوازن غذا ہے۔ایک انڈے میں اوسطاً 85 کیلریز فی ایک سو گرام ہوتی ہیں جبکہ اگر 100 گرام دالیں استعمال کی جائیں تو ان میں پائے جانے والے حراروں کا تناسب 320 کیلریز ہوگا۔انڈے میں پائی جانے والی توانائی ہر موسم میں انسانی جسم کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ انڈوں کا استعمال ہر موسم میں بغیر خوف وخطر کیا جاسکتا ہے تاہم ماہرین طب سختی سے تجویز کرتے ہیں کہ دودھ کی طرح انڈے کو بھی پکا کر استعمال کرنا چاہئے۔انڈے کو ابالنے یا پکانے سے ایسے ممکنہ مائیکرو جرثوموں کا خاتمہ ہوسکتا ہے، جو انڈے کے بیرونی خول سے انڈے کے اندرونی مادے میں کسی طور منتقل ہوکر انسانی جسم کے اندرونی نظام کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ 16 لاکھ افراد میں ایک فرد ایسے بیکڑیا سے متاثر ہوسکتا ہے جو فارم ہاوسیسز پر صفائی کی ناقص صورتحال کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔عام درجہ حرارت پر 2 ہفتے تک رکھنے پر بھی انڈے اپنی غذائی افادیت اور خصوصیات برقرار رکھتے ہیں۔

کیا دیسی انڈے زیادہ مفید ہوتے ہیں؟

اکثر پولٹری ماہرین جو دیسی کے مقابلے فارمی مرغی کے انڈے استعمال کرنے کی وکالت کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے دیسی انڈوں سے متعلق عمومی تاثر یہی ہے کہ یہ فارمی مرغیوں سے حاصل کردہ انڈوں Fam) (Eggs سے غذائی اعتبار سے بہتر ہوتے ہیں جو حقیقت نہیں۔دیسی انڈہ فارمی انڈے کے مقابلے میں سائز اور وزن میں کم ہوتا ہے اور غذائی اعتبار سے زیادہ وزن ہونے کے سبب فارمی انڈے کا استعمال دیسی انڈے سے بہتر ہے۔دیسی انڈے کی زردی گہرے رنگ کی ہوتی ہے جس کی وجہ بڑی مقدار میں پائے جانیوالا کیمیائی مادہ کے اجزاء ہوتے ہیں تاہم دونوں انڈوں میں پائے جانیوالے وٹامن اے کی مقدار قدرے مساوی ہوتی ہے۔انڈے کے تاجر عوام کو دھوکہ دینے کے لئے فارمی انڈوں کو سیاہ چائے کی پتی میں ڈبوئے رکھتے ہیں تاکہ ان کی رنگت دیسی انڈوں جیسی ہو جائے اور پھر انہیں مہنگے داموں فروخت کیا جاسکے۔

انڈہ کیسے استعمال کیا جائے؟

ماہرین طب کے مطابق ’’انڈے کو ہمیشہ اچھی طرح پکا ہوا، یا خوب ابلا ہوا، یا کسی بھی دوسرے ذریعے سے اچھی طرح گرم کرکے استعمال کرنا چاہئے۔کچا انڈہ استعمال کرنے سے انسانی جسم میں پیچیدگیاں رونما ہوسکتی ہیں۔ خصوصاً کم عمر یا بڑھتے ہوئے بچوں کو انڈہ دیتے ہوئے اس بات کی تسلی کرلینی چاہئے کہ وہ اچھی طرح پکے ہوئے ہیں۔انڈے کے بارے میں ہمارے ہاں مختلف اعتقاد پائے جاتے ہیں جن میں انڈے سے وابستہ ’’اچھی اور بری‘‘ دونوں اقسام کی روایات موجود ہیں۔امراض سے شفایابی اور نظر بد کے اثرات دور کرنے کے لئے انڈے کو کسی چوراہے میں توڑا جاتا ہے۔انڈے کا استعمال جادوٹونے میں ہونے کی وجہ سے رات کے وقت انڈہ لیموں اور چونا خریدنا ان اشیاء کا کسی سے ادھار مانگنا معیوب تصور کیا جاتا رہا ہے۔انڈے کی لین دین میں بھی احتیاط عام رہی ہے اور جب کسی کو انڈہ دیا جاتا تھا تو اس پر سیاہی لگادی جاتی تھی، کہ مبادا نظر نہ لگے۔

کئی معاشروں میں انڈے کو بڑا مبارک سمجھا جاتا ہے۔مثلاً بلقان کے کسان اچھی فصل کے لئے اپنے بلوں پر انڈے توڑتے ہیں۔انڈوں کو تبرک ایک دوسرے کو دیا جاتا ہے اور انہیں گھر میں برکت کے لئے رکھا جاتا ہے۔ انڈے کے بارے میں عمومی اعتقاد سے بڑھ کر اس کی غذائی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔یہ مقوی، زود ہضم اور ہر لحاظ سے ایک مکمل غذا ہے۔

انڈہ وٹامنز کا خزانہ

انڈے میں وٹامن سی کے سوا تمام وٹامن موجود ہوتے ہیں، ایک بڑے انڈے میں 75 حرارے) کیلوریز(ہوتے ہیں اور جمنے والی چکنائی صرف دو فیصد ہوتی ہے۔جو صرف اس کی زردی میں ہوتی ہے، انڈے کی سفیدی خالص پروٹین کی بنی ہوتی ہے اور ہر بڑے انڈے میں اس کی مقدار 6 گرام ہوتی ہے، اس کے علاوہ انڈے میں لائبوفلاوین، فولاد اور فاسفورس خاصی مقدار میں ہوتے ہیں۔انڈے کو اس میں موجود چکنائی کی وجہ سے مضر صحت قرار دیا جاتا ہے۔ممتاز امریکی ماہر غذائیات ایڈیلے ڈیوس کی رائے میں مرغوں سے میل کھانے کے بعد حاصل ہونے والے بارآور انڈوں کی زردی میں کولیسٹرول کی مضر اثرات باقی نہیں رہتے۔امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن کے مطابق ایک عام انسان کو ہفتے میں چار انڈے کھانے چاہئیں۔جاپان میں ہونیوالی ایک تحقیق اور جائزے کے مطابق جاپان میں ہر فرد روزانہ کھاتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے خون میں کولیسٹرول کی سطح امریکہ کے شہریوں کے مقابلے میں کم پائی گئی ہے اور جاپان کے رہنے والے امریکہ کے مقابلے میں امراض قلب سے بھی محفوظ پائے گئے ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جاپانی مچھلی اور سویابین زیادہ استعمال کرتے ہیں۔اس طرح انڈے کے ساتھ پیاز اور لہسن کے استعمال سے بھی کولیسٹرول کی سطح کم رکھی جاسکتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی کا سانحہ انتقال علمی دنیا کا عظیم خسارہ: امارت شرعیہ

اہم علم کے حلقے میں یہ خبر بہت رنج والم کے ساتھ سنی جائے گی کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے موقر استاذ حدیث وتفسیر، مشہور عالم دین، کئی کتابوں کے مصنف، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی طویل علالت کے بعد مورخہ ۱۷/جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۱/جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ روز جمعہ کو شام ساڑھے چار بجے اس دار فانی کو چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے حضرت مولانا کے سانحۂ ارتحال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کے انتقال کو علمی دنیا کا عظیم خسارہ قرار دیا اور کہا کہ یہ حادثہ نہ صرف دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لیے بڑا غمناک ہے بلکہ ملک وبیرون ملک میں بسنے والے دارالعلوم ندوۃ کے سارے متعلقین ومنسلکین اور محبین کے لیے رنج والم کا باعث ہے۔حضرت مولانا کے انتقال پر ہفتہ وار نقیب کے مدیر مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی وامارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران نے بھی اظہار رنج کیا ہے اور مولانا مرحوم کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی ہے۔

خیال رہے کہ حضرت مولانا برہان الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۷۷ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی تھی۔آپ بخاری شریف میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد تھے، آپ جب دورہ حدیث میں تھے اسی سال شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ نے آدھے سال بخاری شریف حضرت شیخ الاسلام سے اور بقیہ حصہ حضرت مولانا فخرالدین صاحبؒ سے پڑھا۔آپ فن حدیث وتفسیر میں ماہر اور نہایت نیک صالح دیندار عالم دین تھے، درس وتدریس کے علاوہ ملت کے اجتماعی کاموں سے بھی دلچسپی رکھتے تھے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن بھی تھے اور طویل عرصے تک بورڈ کی مجلس عاملہ کے رکن بھی رہے۔اس کے علاوہ مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کے ناظم بھی مقرر رہوئے، دار القضاء اترپردیش کے صدر قاضی تھے، اور آل انڈیا اسلامک فقہ اکیڈمی کے نائب صدر بھی تھے، آپ کا شمار دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بہت ہی مؤقر اساتذہ میں ہوتا تھا اور ندوۃ العلماء کے موجودہ اساتذہ میں سے بہتوں کے استاذ تھے۔آپ نے تراسی سال کی عمر پائی آپ کا سن پیدائش ۱۹۳۷ء تھا۔اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند کرے۔

وفاق المدارس امتحان کمیٹی کی میٹنگ اہم فیصلوں کے ساتھ اختتام پذیر

راشد العزیری ندوی

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ پھلواری شریف کے امتحان کمیٹی کی میٹنگ مورخہ ۱۶/جنوری ۲۰۲۰ء کو مولانا عبدالجلیل قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ پھلواری شریف کی صدارت میں منعقد ہوئی، وفاق کے ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف نے مہمانوں کے استقبال کے بعد زیر بحث ایجنڈوں پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وفاق سے ملحق مدارس ومکاتب کا سالانہ امتحان وفاق کے ذریعہ لیا جاتا ہے، ناظم وفاق نے فرمایا کہ مدارس کے طلبہ کا ایک ساتھ امتحان لینے سے ان میں مسابقہ کا مزاج پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے کو مقابلاتی دوڑ کے لیے تیار کر پاتے ہیں، اس سے مختلف مدارس کے معیار تعلیم کو پرکھنے کا بھی موقع ملتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ ناظم امتحان کی سرکردگی میں امتحان کے اندر شفافیت لانے، سوالات مرتب کرنے اور ملحقہ مدارس کے لیے ممتحن حضرات متعین کرنے کے لیے یہ نشست طلب کی گئی ہے۔کمیٹی نے مجلس عاملہ کے اس فیصلہ کی توثیق کی، جس میں کہا گیا ہے، کہ سالانہ امتحان ۶/شعبان سے ۱۲/شعبان ۱۴۴۱ھ تک لئے جائیں گے، کمیٹی نے طے کیا سوالات کی ترتیب کے لئے جن اصحاب کو نامزد کیا گیا ہے ان سے درخواست کی جائے کہ ۳۰/جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ تک دفتر کی طرف سے متعین کردہ کتابوں کے سوالات ارسال کردیں، تاکہ ان سوالات کی تسوید وتنقیح اور تعدیل کا موقع مل سکے۔امتحان کمیٹی نے یہ بھی طے کیا کہ درجہ اطفال، حفظ، دینیات کے ملحقہ مدارس کے تقریری وتحریری امتحان کے لیے ہر ضلع میں زون وار قرب وجوار کے مدارس کو اس سے جوڑا جائے، تاکہ وہ اپنے حلقہ اثر کے مدارس کا امتحان خود یا اپنی نگرانی میں لے کر اس کے نتائج ورپورٹ وفاق کو فراہم کرادیں، اس نشست میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، نائبین نظماء، مولانا سہیل احمد ندوی اور مولانا محمد سہراب ندوی، مولانا اعجاز احمد قاسمی ناظم مدرسہ محمود العلوم، دملہ، مولانا مفتی انوار قاسمی نائب صدر مدرسہ عارفیہ سنگرام وناظم امتحان وفاق المدارس، مولانا نور الھدیٰ قاسمی صدر مدرس مدرسہ امدادیہ دربھنگہ، مفتی نیازالدین رحمانی استاذ مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی، چمپارن، مفتی جاوید اختر قاسمی استاذ جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور، مولانا محمد اسحاق مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین سرکارڈیہہ دھنباد، مفتی ابوبکر قاسمی استاذ مدرسہ اسلامیہ شکرپور بھرواره دربھنگہ، مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ، مفتی سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا وصی احمد قاسمی، مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم اور رفیق وفاق مولانا سعید کریمی نے شرکت کی، حضرت قاضی صاحب کی دعاء پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی۔

’’خطبات ولی‘‘ کا نیا ایڈیشن

مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر وجنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی فکر انگیز خطبات کا حسین مجموعہ ’’خطبات ولی‘‘ کا دوسرا اور نیا ایڈیشن چھپ کر منظر عام پر آگیا ہے۔اس میں حضرت امیر شریعت کی چودہ فکر انگیز اور بصیرت افروز تقاریر شامل ہیں۔اس کے مرتب جواں سال اہل قلم عالم دین مولانا نورا لسلام ندوی ہیں۔’’خطبات ولی‘‘ میں شامل تقریریں علمی، دینی، اصلاحی، سماجی اور عصری موضوعات پر ہیں اور موجودہ حالات میں ملت اسلامیہ کے لئے بہترین رہنما ہیں۔ان تقریروں سے بہت سارے مسائل کو سمجھنے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔کتاب دارالاشاعت خانقاہ رحمانی مونگیر سے ایک سو روپے میں حاصل ہوسکتی ہے۔

سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف مظاہروں پر مختلف مذاہب کے افراد کی میٹنگ

احتجاج کو ہر طرح کی حمایت کا فیصلہ، ۳۰/جنوری کو دھلی میں وسیع احتجاج کا اعلان

مختلف مذہبی، سماجی وسیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشاورتی اجلاس مورخہ ۱۳/جنوری ۲۰۲۰ء کو نئی دہلی کے کانسٹی ٹیوشن کلب میں منعقد ہوا، جس میں قائدین نے سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف ملک گیر پیمانے پر ہو رہے احتجاجات کی صورتحال پر بحث کی اور آئینِ ہند کے ذریعہ دیئے گئے شہریت کے بنیادی حق کے لئے ان عوامی مظاہروں کو باہم مربوط اور مضبوط کرنے کے لئے سنوِدھان سرکشا آندولن (دستور بچاؤ تحریک) شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اجلاس کی صدارت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی جنرل سکریٹری، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ و امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے کی۔ بحث کا آغاز کرتے ہوئے اجلاس کے صدر حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے کہا کہ ہم ایک بے حد نازک دور سے گذر رہے ہیں، جس میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ذمہ دار شہری اور جماعت آگے بڑھ کر ہمارے ملک اور اس کی آئینی اقدار کی حفاظت میں اپنا کردار ادا کرے۔ اجلاس میں یہ کہا گیا کہ ہندوستان کے کونے کونے میں ہو رہے حالیہ مظاہروں میں پورے ملک کا احساس صاف نظر آ رہا ہے، جس میں صرف دائیں بازو کی فسطائی طاقتوں کو چھوڑ کر سماج کے ہر ایک طبقے نے بلاتفریق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اجلاس نے تعلیمی اداروں میں طلبہ اور قصبوں حتیٰ کہ گاؤں دیہات میں خواتین کے ذریعہ نبھائے گئے قائدانہ کردار کی ستائش کی۔ اجلاس میں بی جے پی حکومت کے عوام مخالف منصوبوں کو شکست دینے تک حالیہ احتجاجات کو جاری رکھنے اور اسے زیادہ سے زیادہ مضبوطی دینے کے لئے مختلف وسائل اور طریقوں پر بھی مذاکرہ کیا گیا اور اس پر اہم فیصلے بھی لئے گئے۔ سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف عوامی تحریک کی نگرانی، ربط اور مضبوطی کے لئے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی، جس میں درج ذیل ممبران شامل ہیں: جسٹس بی جی کولسے پاٹل (صدر لوک شاسن آندولن)، وامن میشرام (صدر بامسیف)، مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی (مشہور عالم دین)، ایم کے فیضی (صدر ایس ڈی پی آئی)، چندر شیکھر آزاد (چیف بھیم آرمی)، فادر سوسائی سیبسٹین (وکار جنرل، دہلی آرک ڈیوسس)، مولانا عبید اللہ اعظمی (رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)، ڈاکٹر اسماء زہرا (بانی مسلم ویمن ایسوسی ایشن)، ڈاکٹر مائکل ولیم (صدر یونائٹڈ کرسچن فورم)، فادر ڈینزل فرنانڈیز (سابق ڈائرکٹر انڈین سوشل انسٹی ٹیوٹ) ان لوگوں کے علاوہ راج رتن امبیڈکر (صدر دی بدھسٹ سوسائٹی آف انڈیا) اور محمد شفیع (قومی جنرل سکریٹری ایس ڈی پی آئی) بھی اس کمیٹی میں شریک ہیں۔ اس تحریک میں خواتین کے کردار کو مضبوطی دینے کے لئے خواتین کی ایک سہ رکنی ٹیم بھی تشکیل دی گئی جس میں یاسمین فاروقی بطور کنوینر، اور ڈاکٹر اسماء زہرا اور مہر النساء خان شامل ہیں۔ اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں ایڈوکیٹ محمود پراچہ، فادر اجیت پیٹرک، ایڈوکیٹ اے محمد یوسف (سکریٹری این سی ایچ آر او)، ایم محمد علی جناح (جنرل سکریٹری پاپولر فرنٹ آف انڈیا)، لال منی پرساد (سابق ایم پی و سابق وزیر، یوپی)، بھائی تیج سنگھ (قومی صدر امبیڈکر سماج پارٹی)، ای ایم عبدالرحمٰن (رکن قومی مجلس عاملہ، پاپولر فرنٹ آف انڈیا)، سید سرور چشتی (خادم خواجہ اجمیر شریف)، مجتبیٰ فاروق (ڈائرکٹر رابطۂ عامہ و رکن مرکزی مجلس شوریٰ، جماعت اسلامی ہند)، بھانو پرتاپ سنگھ (قومی صدر آر جے ایس پی)، ڈاکٹر تسلیم احمد رحمانی (قومی سکریٹری ایس ڈی پی آئی)، عبدالسلام (سابق ایم ایل اے اعظم گڑھ، یوپی) کے نام اہم ہیں۔

نامے مدیر کے نام

''امارت شرعیہ کا ترجمان ہفت روزہ ''نقیب'' کا دو شمارہ مورخہ ۲۳/دسمبر ۲۰۱۹ء اور ۳۰/دسمبر ۲۰۱۹ء موصول ہوا، شکریہ! آپ کی ادارت میں نئے آب وتاب کے ساتھ شائع شدہ اس قدیم ترجمان کو پہلی نظر میں دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی، طباعت اور گیٹ اپ بہت جاذب نظر ہے۔ مضامین کا انتخاب بھی کافی کار آمد ہے، شخصیات پر شروع کیا گیا کالم ایک اچھی کاوش ہے، اس میں بہار کی ملی سماجی اور سیاسی شخصیات پر روشنی ڈالنے سے نئی نسل اپنے اجداد کی خدمات سے روشناس ہوسکیں گی۔ دینی مسائل کے موضوع سے متعلق الجھنوں کا ازالہ ہو سکے گا۔ جریدہ آپ کی کاوشوں کا غماز ہے۔ ''خدا دے زور قلم اور بھی زیادہ''

ڈاکٹر منصور احمد اعجازی
ممبر سکریٹری بہار ریاستی اقلیتی کمیشن

بین السطور کا مضمون ''غیر مہذب طریقہ'' پسند آیا، آپ لائق تحسین وستائش ہیں، آپ کی بات ہی کچھ اور ہے، میں تو آپ کی صلاحیت کی قسمیں کھا سکتا ہوں دعا ہے کہ اللہ آپ کو صحت وعافیت سے رکھے، ہاں! بے مدت اعتکاف کا تسلسل کب اختتام پذیر ہوگا؟

صفی اختر جامعہ نگر نئی دھلی ۲۵

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۱/۱۱۱۰۸۰/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول)

ثریا خاتون بنت محمد دبیر مقام برہم پورہ ڈاکخانہ پوہدی بیلا تھانہ گھنشیام پور ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

محمد جاوید ولد محمد علی ہاشم مقام پالی ڈاکخانہ پالی تھانہ گھنشیام پور ضلع دربھنگہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ثریا خاتون بنت محمد دبیر نے آپ فریق دوم محمد جاوید ولد محمد علی ہاشم کے خلاف دار القضاء مدرسہ رحمانیہ سوپول بیرول دربھنگہ میں عرصہ پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰/جمادی الاخری ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵/فروری ۲۰۲۰ء روز سنیچر بوقت ۹ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

بقیہ کشمیر دورہ......... حکومت کو جن اعتراضات کا سامنا تھا اس کے پیش نظر اس نے ضروری سمجھا کہ باہری دنیا کے کچھ اہم سفراء کو کشمیر کی سیر کرائی جائے، اس سے قبل ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۹ء کو یورپ کے ۲۳/ممبران پارلیامنٹ کو ایک دن کے دورہ پر کشمیر بھیجا گیا تھا، اس وفد نے یورپی یونین کو کوئی رپورٹ نہیں پیش کی اور اسے ہندوستان کا اندرونی معاملہ قرار دے کر بات ختم کر دی، حکومت کا کہنا تھا کہ یہ غیر رسمی دورہ تھا، اب کے حکومت نے ۱۵/غیر ملکی سفارت کاروں کو جن میں امریکہ، افریقہ، ویت نام، بنگلہ دیش، ناروے، جنوبی کوریا کے سفارت کار قابل ذکر ہیں کو کشمیر بھیجا تاکہ وہ دنیا کو بتائیں کہ وہاں سب کچھ ٹھیک ہے، یہ وفد سیدھے سری نگر میں بادامی باغ واقع پندرہویں کور کے ہیڈ کواٹر پہونچا، وہاں افسران نے ان کی بریفنگ کی اور پھر انہیں ان کی رہائش گاہ کے لیے منتخب ہوٹل میں پہونچا دیا گیا، پھر حکومت نے بعض وفود کو ان سے ملایا، جنہیں حکومت کی زبان میں زبان ملانے کا سبق پہلے ہی پڑھا دیا گیا تھا، بعض سیاسی شخصیتوں نے جن کا تعلق بی جے پی سے تھا، حکومت کے قصیدے پڑھنے کے فرائض انجام دیے، البتہ وادی کی تجارتی انجمنوں نے اس ملاقات کا بائیکاٹ کیا، وادی کے باشندوں نے اس دورہ سے لاتعلق رہنے میں ہی عافیت سمجھی، جب ہر طبقہ کے چیدہ لوگ نظر بند یا قید میں ہوں تو بند کا اعلان کون کرتا اور ان سفراء کو کشمیر کی درد بھری کہانی کون سناتا، ان حالات میں کشمیریوں کے نزدیک اس دورہ میں تضییع اوقات کے سوا کچھ نہیں ہوا، باخبر متعلقہ ذرائع کا کہنا ہے کہ کشمیر کے معاملات میں حکومت دہرا رویہ اختیار کیے ہوئے ہے، ایک طرف وہ حزب مخالف کے سیاسی لیڈروں کو کشمیر جانے کی اجازت نہیں دیتی اور دوسری طرف غیر ملکی سفراء کی کشمیر میں مہمان نوازی کی جارہی ہے، وجہ صاف ظاہر ہے، باہر کے لوگ پریس کانفرنس میں وہی کہیں گے جو حکومت چاہتی ہے، لیکن ملک کے سیاست داں جو دیکھیں گے وہ کہیں گے، وہ حکومت کی ہاں میں ہاں نہیں ملا سکتے، اس کے علاوہ بیرون والے انہیں راستوں سے گذریں گے جن کو مامون محفوظ اور دکھانے کے لائق بنا دیا گیا ہو، جبکہ دوسری سیاسی پارٹی کے لوگ نہ آنکھ پر پٹی باندھ سکتے ہیں اور نہ متعینہ راستوں پر چل سکتے ہیں، اس لیے حکومت نے ان پر وہاں جانے پر پابندی لگا رکھی ہے۔

بقیہ علم دین کے حصول کا مقصد......... سورہ محمد کے آخری ہی رکوع میں **ذلک مثلھم فی التوراۃ** پر وقف ہونا چاہئے کہ صحابہ کی مثال تورات میں اس طرح دی گئی ہے، ومثلھم فی الانجیل کزرع، اور انجیل میں ان کی مثال اس کھیتی جیسی ہے، یہاں پر اگر توراہ پر وقف نہ کر کے **و مثلھم فی الانجیل** پڑھ دیں تو معنی غلط ہو جائے گا، اسی طرح عربی عبارت پڑھنے میں وقف کا خیال رکھنا چاہئے، کوئی عربی عبارت غلط پڑھے تو ایسا لگتا ہے کہ کسی نے گھونسا مار دیا اور جب صحیح وقف ہو تو لطف آتا ہے اور لذت محسوس ہوتی ہے۔
تو فقہ اور سمجھ جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے وہ بہت قیمتی چیز ہے، جتنا آپ بات کے محمل کو زیادہ سمجھیں گے اتنے ہی بڑے فقیہ ہوں گے، بعض دفعہ مستفتی گھما پھرا کر بات کہتا ہے، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور شعر ہے:

شکوت الی وکیع سوئی حفظی　　فأوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من اله　　ونور اللہ لایعطی لعاص

حضرت امام شافعیؒ ایک صاحب زباں شاعر اور ادیب بھی تھے، حجاز مقدس میں ان کی پرورش ہوئی تھی، وہ فرماتے ہیں:

ولولا الشعر بالعلماء یزری　　لکنت الیوم اشعر من لبید

یعنی اگر شعر گوئی علماء کی قدر ومنزلت کے خلاف نہ ہوتی تو میں لبید سے بڑا شاعر ہوتا۔

ان کا دعویٰ حقیقت ہے، ان کا مقام بہت سے ادیبوں سے بڑھ کر ہے، علم حاصل کرنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے، معصیت سے اجتناب ضروری ہے، اور علم دین کے لئے خاص طور پر، جو علم وحی الٰہی سے مستفاد ہے، اس علم سے یقین حاصل ہوتا ہے، اس میں کسی غلطی کا امکان نہیں، آنکھ غلط دیکھ سکتی ہے، سننے میں بھی کبھی غلطی ہو سکتی ہے، محسوسات کے ذریعہ جو علم ہوتا ہے اس میں بھی غلطی کا امکان ہے، لیکن وحی سے مستفاد علم میں نہیں، دین کا علم ہے، یہ بہت قیمتی ہے، اس کی قدر وقیمت کا صحیح اندازہ آخرت میں ہوگا، اس علم کے حاصل کرنے والوں کو دنیا میں بھی وہ درجے اور مرتبے ملے جو کسی دنیوی علم رکھنے والے کو نہیں ملے، علامہ مرتضیٰ حسن زبیدی کے بارے میں آتا ہے کہ انہیں دو بار سونے سے تولا گیا، علامہ زبیدی کی تاج العروس بہت مشہور تصنیف ہے، وہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، ان کی کتاب سونے کے بھاؤ میں بکی، دنیا میں بھی اس کی قیمت ہے، لیکن یہ فضیلت اس وقت ہے جب کہ مقصد آخرت اور رضائے الٰہی ہو، اور اگر دنیا مقصود ہے تو پھر مٹی کے وزن میں بھی نہیں تولے جائیں گے، کامیاب ہونے والے اصحاب الجنہ ہیں جیسا کہ قاری صاحب نے پڑھا **اصحاب الجنۃ ھم الفائزون**، جو اللہ کی رضا تلاش کرنے والے ہیں، حضرت بہلول دانا واقعی دانا تھے، انہیں بادشاہ بنایا جانے والا تھا، گھر سے ایک لنگی، ایک چادر اور ایک پیالہ لیکر نکل کھڑے ہوئے، کسی دریا کے کنارے لیٹے تھے، کسی نے آکر پوچھا کہ تاج پوشی ہونے والی تھی، کیوں بھاگے؟ انہوں نے لاپرواہی سے جواب دیا کہ مجھے ابھی جو نعمت حاصل ہے وہ بادشاہ بننے کے بعد حاصل نہیں رہے گی، انہوں نے ایک سوئی دریا میں پھینکا اور کہا کہ پوری حکومت کی طاقت لگا کر اسے نکال لاؤ، نہیں ہو سکے گا، انہوں نے اللہ سے دعا کی تو سوئی باہر آ گئی، انہیں اللہ سے یہ تعلق حاصل تھا، حدیث میں آتا ہے **رب اغیر اشعث لو اقسم علی اللہ لابرہ** بہت سے ایسے لوگ غبار آلود اور بکھرے بال والے ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کی لاج رکھ لیتا ہے۔ کوئی اللہ والا قسم کھا کر کہدے کہ بارش ہوگی تو بارش ہو جائے، تو علم دین کے حصول کا اصل مقصد تعلق مع اللہ اور تقرب الی اللہ ہو۔

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

جمعہ کے خطبوں میں سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کی حقیقت بتائی جائے: امارت شرعیہ

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے این آر سی، سی سے اے اور این پی آر کے خلاف ہونے والے ملک گیر احتجاج کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سی اے اے اور این آر سی سیاہ قانون ہے، جو ملک کی سلمیت، جمہوریت اور سیکولرزم پر حملہ ہے اور اس کے تانے بانے کو ختم کرنے کے لیے لایا گیا ہے، اس قانون نے ہندوستانی آئین اور دستور کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ اس قانون کے ذریعہ حکومت نے ہندوستانی آئین اور دستور میں دیے گئے مساوات اور مذہب کی بنیاد پر کسی قسم کی تفریق نہ کرنے کی یقین دہانی ختم کردی ہے، اور آئین کی روح کے خلاف قانون پاس کرلیا ہے جو سراسر ظالمانہ اور آمرانہ ہے۔ آج پورے ملک میں اس سیاہ قانون کے خلاف احتجاج اور مظاہرہ ہورہا ہے۔ اور ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ گذرنے کے باوجود سی اے اے، این پی آر اور این آر سی جیسے ظالمانہ قانون کے خلاف ملک گیر احتجاج تھمنے کا نام نہیں لے رہا، بلکہ جوں جوں دن گذر رہے ہیں احتجاج و مظاہرے شدید سے شدید تر ہوتے جارہے ہیں۔ حکومت کے جبری اور سیاہ قانون کے خلاف شروع ہوئی عوامی لڑائی نہ صرف پورے ملک میں پھیل گئی ہے بلکہ اب یہ لڑائی عالمی بن گئی ہے، پوری دنیا میں اس قانون کی مذمت کی جارہی ہے، دنیا کے اہم لوگوں نے اس قانون کے مضرات بیان کیے ہیں، لیکن اس کے باوجود حکومت وقت پر کوئی اثر نہیں ہورہا ہے، یہ حکومت ہٹلر کے نقش قدم پر چل رہی ہے، اور اس ملک کو نازی اقتدار والا جرمنی بنادینا چاہتی ہے، حکومت کو لگتا ہے کہ عوام کچھ دن ہنگامہ کرکے خاموش ہوجائے گی، لیکن یہ اس کی بھول ہے، اس ملک کے سیکولر عوام حکومت کی اس چال کو ہرگز کامیاب ہونے نہیں دیں گے، اور آئین و جمہوریت کو بچانے کے لیے اس لڑائی کو اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک یہ غیر آئینی قانون ختم نہیں ہوجاتا ہے ، یہ ہم سب کی لڑائی ہے اور ہم سب کو اس میں اپنا رول ادا کرنا ہے۔ آج پورے ملک میں مظاہرے کیے جارہے ہیں، ایک جمہوری ملک میں پر امن رہتے ہوئے احتجاج کرنا قانونی اور جمہوری حق ہے، یہ بات خوش آئند ہے کہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے انصاف پسند اور باضمیر لوگوں کی بڑی تعداد ان مظاہروں میں شرکت کررہی ہے اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ملک کی اور آئین ہند کے تحفظ کی کوشش کررہے ہیں، شاہین باغ کی طرز پر پورے ملک میں درجنوں شاہین باغ بن چکے ہیں جہاں مرد و خواتین مل کر اس سیاہ قانون کے خلاف احتجاج اور مظاہرہ کررہے ہیں۔

مولانا موصوف نے مزید کہا کہ پٹنہ کے سبزی باغ اور ہارون نگر سمیت ریاست بہار کی مختلف جگہوں میں کئی دنوں سے مسلسل احتجاجی مظاہرہ جاری ہے، جس میں مرد و خواتین پورے جوش و جذبے سے لگے ہیں، امارت شرعیہ احتجاجی مظاہروں میں نہ صرف عملی طور پر شریک بلکہ ہر اس احتجاج و مظاہرہ کی مکمل حمایت کرتی ہے جو پر امن طریقہ سے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہورہے ہیں امارت شرعیہ کے ذمہ داران و کارکنان، قضاۃ، ارکان شوریٰ و عاملہ، بلاک وضلعوں کے صدر اور سکریٹری مظاہروں میں شریک ہورہے ہیں اور ہم وطن بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر یک آواز ہوکر اس سیاہ قانون کے خلاف اپنے جذبات و ناراضگی کا اظہار کررہے ہیں۔ جناب قائم مقام ناظم صاحب نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ ان مظاہروں کو مضبوط کریں۔ مولانا نے ائمہ کرام سے بھی اپیل کی کہ وہ جمعہ کے خطبوں کے ذریعہ سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کی حقیقت اور مضرات بتائیں اور ان مظاہروں کو کامیاب بنائیں جیسا کہ آپ کرتے رہے ہیں۔ مولانا موصوف نے امارت شرعیہ کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ اول دن سے اس قانون کو واپس لینے کی تحریک چلا رہی ہے اور اسکے خلاف پوری قوت، حکمت و بصیرت اور جرأت کے ساتھ کام کررہی ہے، امارت شرعیہ اس وقت اس تحریک کو ایک مذہب کا رنگ دینے سے بچانے کے لیے شب و روز کام کررہی ہے، مختلف غیر مسلم سیاسی، غیر سیاسی جماعتوں سے مل کر انہیں اس تحریک کی کمان اپنے ہاتھوں میں لے کر آگے بڑھنے کی تدبیریں کررہی ہے، اور یہ سلسلہ اس دن سے جاری ہے، جس دن یہ قانون راجیہ سبھا سے پاس ہوا ہے۔ الحمد للہ اس میں کامیابی ملی اور مل رہی ہے، ان جماعتوں نے اس تحریک کی کمان سنبھال لی ہے، اور احتجاج و مظاہرہ، دھرنا اور بند کا اہتمام کررہی ہے۔ مسلمان ان کے بینر تلے تحریک کا حصہ ہیں۔ حضرت امیر شریعت کی اس حکمت سے فرقہ پرستوں کی یہ سازش ناکام ہوگئی کہ اسے مذہب کا رنگ دے کر ناکام بنادیا جائے، اس سلسلہ میں اخبارات و دیگر ذرائع ابلاغ، حضرات قضاۃ اور امارت شرعیہ کے متوسلین کی معرفت امارت شرعیہ کا پیغام عام مسلمانوں تک پہونچایا جارہا ہے، اس عمل میں امارت شرعیہ نے دوسری مذہبی اور ملی تنظیموں کو بھی ساتھ لے کر آگے بڑھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اور بہار کی اہم ملی جماعتوں کے ساتھ کئی نشستیں ہوئی ہیں، یہ قانون نہ صرف ملک کے دستور اساسی کے خلاف ہے، بلکہ کئی عالمی قوانین اور اقوام متحدہ کے ضابطوں کے خلاف ہے، غیر دستوری اور غیر آئینی ہونے کے علاوہ قانون میں کئی خامیاں اور بڑے بڑے نقائص ہیں، اس قانون کے ذریعہ نیشنل سیکورٹی کو خطرے میں ڈال دیا گیا ہے، اور بھی کئی قانونی پیچیدگیاں ہیں جو اس قانون کے نفاذ سے پیدا ہوں گی جس کو سنبھالنا حکومت کے لیے ناممکن ہوجائے گا، اس لیے قانون دانوں کے مشورہ سے اس قانون کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے اور مقدمہ دائر کردیا گیا ہے۔

حضرت قائم مقام ناظم صاحب نے احتجاج و مظاہرہ کے سلسلہ میں مظاہرین کو توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ احتجاجی مظاہرہ ہر قسم کے تشدد سے بچتے ہوئے جمہوری اور پر امن طریقے پر کیا جائے، جس علاقے میں مظاہرہ ہو وہاں کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے انصاف پسند باشندوں کو ساتھ لیا جائے، احتجاجی مظاہروں کو مذہبی رنگ نہ دیا جائے، مذہبی قسم کے نعرے لگانے سے احتیاط کیا جائے، جس علاقے میں احتجاجی مظاہرہ ہو وہاں کے علماء اور سمجھدار لوگوں کی رہنمائی اور قیادت میں احتجاجی مظاہرے کو منظّم کیا جائے تاکہ وقتی جوش اور جذبات کی شدت کی وجہ سے غلط اقدامات سے بچا جاسکے، بڑے سے بڑے احتجاجی مظاہرے میں زیادہ سے زیادہ تعداد کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی جائے اور احتجاجی مظاہرے کو منظّم کرنے کے لیے سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کیا جائے، حتجاجی مظاہرے کی ویڈیو شوٹنگ کرکے اور اس کی اچھی تصویریں نکال کر بڑے پیمانے پر سوشل میڈیا پر وائرل کیا جائے اور سچائی کو سامنے لانے والے ٹی وی چینلز مثلاً این ڈی ٹی وی کو بھیجا جائے، احتجاجی مظاہرے کے دوران پوری طرح چوکنا رہا جائے تاکہ شر پسندوں کو شرانگیزی کا موقع نہ مل سکے اور انتظامیہ بھی کوئی غلط حرکت کرکے مظاہرہ کرنے والوں پر اس کا الزام نہ لگا سکے، احتجاجی مظاہروں میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو دوسرے طبقات کے لوگ شریک ہوں وہ نمایاں طریقے پر نظر آئیں، احتجاجی مظاہروں کو مزید تقویت دینے اور ناراضگی کا اظہار کرنے کے لیے دیواروں مختلف سواریوں اور چوک چوراہوں پر No NRC, No CAA، ہمیں شہریت ایکٹ منظور نہیں، این آر سی نہیں چلے گی وغیرہ تحریر کیے جائیں، احتجاجی مظاہروں میں ہندوستان کا قومی جھنڈا (ترنگا) بڑی تعداد میں ساتھ لیا جائے اور ہندوستان زندہ آباد، انقلاب زندہ آباد، جمہوریت زندہ آباد جیسے نعرے لگائے جائیں۔ ریلی، جلوس، اجلاس، دھرنا کے علاوہ اخباروں میں مضامین لکھ کر، شعرا اپنا اشعار کے ذریعہ، دیواروں پر سلوگن اور نعرے لکھ کر، کینڈل مارچ کے ذریعہ، پمفلٹ اور پلے کارڈ کے ذریعہ، سپریم کورٹ اور حکومت کے پاس خطوط بھیج کر، سپریم کورٹ میں کیس درج کرا کر پر امن طریقہ سے اپنا احتجاج درج کرائیں۔ ۲۶؍جنوری کو یوم جمہوریہ کی تقریب پورے ملک میں منائی جاتی ہے، اس بار اسے اور اہتمام سے کریں اور ملک کے آئین و دستور کی حفاظت کا عہد لیں، سب لوگ مل کر اس دن ملک کے بنیادی دستور اور اس کے ڈھانچے کی حفاظت کے اعلان کے ساتھ نئی توانائی لے کر آگے بڑھیں اور اس نئے قانون اور ان سبھی سازشوں کے بائکاٹ کا انقلابی فیصلہ لیں، جو دستور ہند بالخصوص اساسی دستور کی جڑوں کو کھوکھلا کررہی ہیں، اور اسے میڈیا، بالخصوص سوشل میڈیا کے ذریعہ عام کریں۔ اس وقت مختلف جگہوں سے یہ خبر آرہی ہے کہ مختلف نام سے آر ایس ایس کے ایجنٹ لوگوں کے گھروں پر جاکر ان سے بعض کاغذات مانگ رہے ہیں، ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں اور کسی طرح کا کاغذ کسی کو نہ دیں۔ اس کے علاوہ ایک گذارش تمام ائمہ اور علماء سے یہ ہے کہ جمعہ میں ہر مسجد میں اسی موضوع پر تقریر کی جائے اور برادران اسلام کو موجودہ حالات کی نزاکت اور آئندہ پیش آنے والے خطرات سے واقف کرایا جائے۔ لوگوں میں اس سلسلہ میں بیداری پیدا کی جائے کہ کیوں کہ یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے ملک کا مسئلہ ہے، ملک کے آئین کا مسئلہ ہے، دستور میں دیے گئے مذہبی مساوات اور آزادی کی یقین دہانی کا مسئلہ ہے ، اس قانون کی زد میں صرف مسلمان نہیں آئیں گے بلکہ ملک میں بسنے والا ہر شہری بالخصوص ہر غریب، مزدور، پسماندہ، اور پچھڑا آئے گا۔ اس لیے برادران وطن کو آگے کرکے ان کے کاندھا سے کاندھا ملا کر اس وقت تک اس تحریک کو باقی رکھیں جب تک حکومت اپنے قدم پیچھے ہٹانے کو مجبور نہ ہوجائے۔

حضرت امیر شریعت کے ہاتھوں ادارہ درس دینیات کی نئی عمارت کا افتتاح

گذشتہ ۶؍جنوری ۲۰۲۰ء بروز سموار بعد نماز مغرب نئی مسجد شجاعل پور مونگیر میں امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی صدارت میں ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت امیر شریعت نے قرآن کی تعلیم کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے کہا کہ آج مسلمانوں میں قرآن سے دوری بہت بڑھ گئی ہے، نہ انہیں صحت کے ساتھ پڑھنا آتا ہے، نہ اس کے عالم گیر پیغام کا اسے علم ہے، نہ وہ اس کتاب ہدایت کو اپنا کر ہدایت کی راہ پر گامزن ہیں، اور نہ دنیا کے سامنے وہ اس کے آفاقی پیغام کو پیش ہی کررہے ہیں، یہ صورتحال افسوسناک ہے، ایسے ماحول میں اس طرح کے ادارے بڑے غنیمت ہیں، جہاں قرآن سکھایا جارہا ہے۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ کامیابی کی چابی دلچسپی میں ہے، لوگوں میں کام اور امور کے تعلق سے جتنی دلچسپی اور لگاؤ ہوگا کامیابی اتنی ہی ملتی جائیگی اور عدم دلچسپی کی صورت میں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوسکتا، دین سیکھنے کے لیے بھی دلچسپی اور لگاؤ کی ضرورت ہے۔ انہوں نے موجودہ حالات اور مسائل و مشکلات کے پیش نظر مختلف سوالات کا تشفی بخش لوگوں کو جواب دیا اور ہمت و حوصلہ عزم و ارادہ سے رہنے اور خوف میں مبتلا نہ ہونے کی تلقین کی اور ہدایت دی کہ ملک کی سالمیت اور امن و امان کی حفاظت کے لیے بعد نماز فجر اور بعد نماز مغرب ذکر و اذکار کا اہتمام کریں، جس میں استغفار: اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ (۱۰۰؍مرتبہ) لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (۵۰۰؍مرتبہ) کی خصوصیات بیان فرمائیں، حضرت دامت برکاتہم کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ حضرت دامت برکاتہم نے اس موقعہ پر ادارہ درسِ دینیات کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا، ادارہ کے بچوں نے انہیں قرآن شریف پڑھ کر سنایا، انہوں نے بچوں اور ادارہ کو اپنی ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔ پروگرام کا آغاز ادارہ درسِ دینیات کے طالب علم محمد مجیب سلمہ کی تلاوت سے ہوا، محمد ساجد سلمہ نے نعت نبی پیش کی، اسمائے حسنٰی کے لیے محمد اعیان کو دعوت دی گئی، محمد مزمل نے حدیث مع ترجمہ پیش کیا، پروگرام کی نظامت کرتے ہوئے مولانا تنویر عالم ندوی نے جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے استاذِ حدیث جناب مولانا جمیل احمد صاحب کو دعوتِ خطابت دی، مولانا مذکور نے علم کی اہمیت، افادیت اور ضرورت پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ بغیر علم کے نہ دنیا میں ترقی مل سکتی ہے، اور نہ آخرت میں کامیابی ممکن ہے، اس لیے تعلیم یافتہ نسل تیار کرنے کی فکر پیدا کریں، خاص طور سے دین کی بنیادی تعلیم کی طرف توجہ بے حد ضروری ہے، اس لیے کہ اس کے بغیر دین پر ٹھیک سے عمل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حضرت امیر شریعت کی ہدایت کے بعد نئی مسجد شجاعل پور میں بعد نماز فجر ذکر کی مجلس کا آغاز ہوچکا ہے، الحمد للہ مصلیان حضرات کی ایک بڑی تعداد اس مجلس میں شریک ہوتی ہے اور اخیر میں دعاء پر مجلس کا اختتام ہوتا ہے۔ پروگرام کو کامیاب بنانے میں ادارہ کے معتمد مولانا مفتی محمد برکت اللہ قاسمی صاحب، مولانا انصار عالم قاسمی، حافظ شمس الہدیٰ رحمانی، ماسٹر محمد ذکر اللہ، محمد سالک حیات نے جم کر حصہ لیا اور تمام علماء کرام و شرکائے مجلس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

Volume:60/70,Issue:03 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

کام آئے گا جنوں، سختیٔ زنجیر نہ دیکھ
خود کو گردیکھنا ہے، گردش تقدیر نہ دیکھ
(پروفیسر عبدالمنان طرزی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

ملک میں نئے سیاسی اتحاد کی آہٹ؟

سہیل انجم

اگر یہ کہا جائے کہ مہاراشٹر میں شیوسینا، این سی پی اور کانگریس کی حکومت کے قیام کے بعد بی جے پی اپنے زخم چاٹ رہی ہے تو غلط نہیں ہوگا۔ یہ جو کچھ ہوا ہے اس کے لئے بی جے پی بھی کسی حد تک ذمہ دار ہے۔ جس طرح وہ خاموشی کے ساتھ شیوسینا کے نیچے سے قالین کھینچتی رہی ہے اس کا منطقی انجام یہی ہونا تھا۔ اس نے یہ پالیسی بنالی ہے کہ جس ریاست میں اس کی موجودگی زیادہ نہیں ہے وہاں مقامی سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحاد کیا جائے اور پھر رفتہ رفتہ اس جماعت کو کمزور کیا جائے۔ اس کے لیڈروں کو توڑ کر اپنے پالے میں لایا جائے۔ گوا کی مثال بالکل سامنے کی ہے۔ بی جے پی نے مہاراشٹر وادی گومانتک پارٹی کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت بنائی اور پھر اس کے ممبران کو توڑ توڑ کر اپنے میں شامل کر لیا۔

آج صورت حال یہ ہے کہ گومانتگ پارٹی اپنا وجود تقریبا کھو بیٹھی ہے۔ مہاراشٹر میں شیوسینا سے اس کا تیس سال پرانا تعلق تھا۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ وہاں بی جے پی کی کوئی زمین نہیں تھی۔ اس نے شیوسینا کے ساتھ اتحاد کیا اور اس کو بڑا بھائی مانا۔ اس کے ساتھ حکومت بنائی اور اس کے لیڈر منوہر جوشی وزیر اعلیٰ بنے۔ دوسری بار نرائن رانے وزیر اعلیٰ بنے۔ ادھر بی جے پی رفتہ رفتہ اپنی گرفت مضبوط کرتی گئی۔ یہاں تک کہ انتخابات میں وہ شیوسینا کی سیٹیں کم کرتی گئی۔ حالیہ پارلیمانی انتخاب اور پھر اسمبلی انتخاب میں بھی اس نے یہی کیا۔ نتیجتاً اسمبلی انتخابات میں شیوسینا کی سیٹیں پہلے کے مقابلے میں کم ہوگئیں۔ حالانکہ کم بی جے پی کی بھی ہوئیں، لیکن شیوسینا سے وہ پھر بھی آگے نکل گئی، اب شیوسینا چھوٹے اور بی جے پی بڑے بھائی کی پوزیشن میں آ گئی، اس کا احساس شیوسینا کو کافی پہلے سے تھا لیکن وہ موقع کی تلاش میں تھی۔ اسمبلی انتخابات کے بعد جب اس نے دیکھا کہ بی جے پی تن تنہا حکومت نہیں بنا پائے گی تو اس نے ایسی شرط رکھ دی جو اسے منظور نہیں تھی۔ شیوسینا کا دعویٰ ہے کہ بی جے پی کے ساتھ اس نے ایسا معاہدہ کیا تھا۔ حالانکہ بی جے پی اس سے انکار کرتی ہے۔ بہر حال جو بھی ہو بی جے پی نے شیوسینا کی شرط نہیں مانی۔ شیوسینا نے سوچا کہ یہی موقع ہے ہاتھ آزمانے کا۔ اگر اس بار چوک گئے تو پھر کبھی موقع نہیں ملے گا۔ لہذا اس نے اپنی ایک دیرینہ روایت کو خیر باد کہہ دیا۔ یعنی ٹھاکرے خاندان کے براہ راست حکومت میں نہ آنے کے فیصلے کو بدلا اور شیوسینا چیف اودھو ٹھاکرے کے بیٹے آدتیہ ٹھاکرے کو میدان میں اتارا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا جو ٹھاکرے خاندان الیکشن میں اترا اور اب ٹھاکرے خاندان کے اودھو ٹھاکرے وزیر اعلیٰ بن گئے ہیں۔ وہ شیوسینا کے تیسرے اور ٹھاکرے خاندان کے پہلے وزیر اعلیٰ ہیں۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ مہاراشٹر میں حکومت کے الٹ پھیر کے لئے بی جے پی بھی ذمہ دار ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ این سی پی اور کانگریس شیوسینا کے ساتھ کیوں آ گئیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب موت سامنے نظر آتی ہے تو دشمن بھی ایک ساتھ آ جاتے ہیں۔ بی جے پی جس طرح جذباتی اور فرقہ وارانہ ایشوز کا سہارا لے کر انتخابات میں کامیابی حاصل کرتی رہی ہے، اس سے این سی پی اور کانگریس کو یہ لگا کہ اگر انہیں بی جے پی سے مقابلہ کرنا ہے تو اسی کی سطح پر اترنا ہوگا۔ بی جے پی نے جس قسم کی سیاست شروع کی ہے اس میں نظریات بالکل غیر اہم ہو گئے ہیں۔ اب سیکولرزم کی بھی کوئی اہمیت نہیں رہ گئی ہے۔ این سی پی اور بعد میں کانگریس کو یہ محسوس ہوا کہ اگر اس وقت وہ شیوسینا کا ساتھ دیتے ہیں تو بی جے پی کو مات دی جاسکتی ہے اور اپنے وجود کے تحفظ کے اقدامات بھی کئے جاسکتے ہیں۔ اس بات کو سب سے پہلے شرد پوار نے محسوس کیا اور پھر انہوں نے سونیا گاندھی کے ذہن میں بھی یہ بات بٹھائی۔ اس طرح دونوں جماعتوں نے شیوسینا کا ساتھ دینے اور مخلوط حکومت بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن اس سے قبل کہ تینوں جماعتیں کسی نتیجے پر پہنچتیں حکومت نے ریاست میں صدر راج لگا دیا۔ جب اس کی شکایت کی گئی تو امت شاہ نے کہا کہ وہ لوگ وقت چاہ رہے تھے انہیں اب چھ ماہ کا وقت مل گیا ہے۔ حکومت کا منصوبہ یہ تھا کہ چھ ماہ تک صدر راج لگا رہے گا اور اس کے بعد انتخابات کرا دیئے جائیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں شرد پوار کے دماغ نے کام کیا۔ حالانکہ یہ بات مصدقہ نہیں ہے لیکن اس کے امکان سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ سیاسی و صحافتی حلقوں میں ایسی باتیں گشت کر رہی ہیں کہ شرد پوار نے ہی اپنے بھتیجے اجیت پوار کو دیویندر فڑنویس کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ پوری این سی پی میرے ساتھ ہے، حکومت سازی کا دعوی کر دیجئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ این سی پی ممبران کے دستخط کا خط بغیر لفافے کے اجیت پوار کو دیا گیا جو انہوں نے بی جے پی کے حوالے کیا اور وہی کاغذ گورنر کوشیاری کو سونپا گیا۔ اس کے پیچھے شرد پوار کا مقصد ریاست سے صدر راج ہٹوانا تھا۔ اگر وہ مطالبہ کرتے تو حکومت ان کی بات کیوں مانتی۔ لہذا انہوں نے ایک شاطرانہ چال چلی۔ انہوں نے یہ کہلوایا کہ اس سے قبل کہ دوسروں کو خبر ہو خاموشی کے ساتھ صدر راج ہٹایا جائے اور فڑنویس کی حلف برداری کروا دی جائے۔ حکومت اس جال میں پھنس گئی اور اس نے وہی کیا جو شرد پوار چاہتے تھے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ کو میدان عمل بنایا گیا۔ حالانکہ اس کی کوئی گارنٹی نہیں تھی کہ عدالت عظمی وہی فیصلہ دیتی جو اس نے دیا لیکن سابقہ فیصلوں کی روشنی میں اسی قسم کے فیصلے کی امید تھی۔ لہذا شرد پوار نے ایک خطرہ مول لیا اور اس کھیل میں وہ کامیاب ہو گئے۔ اس طرح حکومت شرد پوار کے جال میں پھنس گئی۔

سیاسی و صحافتی حلقوں میں ایک اور کہانی گردش کر رہی ہے اور وہ فڑنویس اور امت شاہ سے متعلق ہے، فڑنویس امت شاہ کے بجائے نریندر مودی کے قریبی ہیں، آر ایس ایس میں بھی ان کی اچھی گرفت ہے، بتایا جاتا ہے کہ کئی مواقع پر انہوں نے امت شاہ کی ہدایات کی خلاف ورزی کی یا ان کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

لہذا امت شاہ ان کی جگہ پر اپنے ایک دوسرے معتمد کو آگے بڑھانے لگے، ان کا نام ہے چندر کانت پاٹل۔ فڑنویس نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ پاٹل کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے لگے۔ امت شاہ نے پاٹل کو مہاراشٹر بی جے پی کا صدر بنا دیا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ فڑنویس ان کو زیادہ اہمیت نہیں دے رہے ہیں تو انہوں نے ان کے نیچے سے قالین کھینچنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب ریاست میں حکومت سازی کا معاملہ آیا اور بی جے پی اکثریت سے دور رہی اور شیوسینا نے زور ڈالنا شروع کیا تو بتایا جاتا ہے کہ امت شاہ نے فڑنویس کی کوئی بھی مدد نہ کرنے کا تہیہ کر لیا۔ ان کو یکہ وتنہا چھوڑ دیا گیا۔ انہی کے اوپر ممبران اکٹھا کرنے کی ذمہ داری ڈال دی گئی۔ قارئین نے دیکھا ہوگا کہ اس پورے ایپی سوڈ کے دوران امت شاہ کا کوئی بیان نہیں آیا اور نہ ہی وزیر اعظم مودی کا آیا۔ دراصل مودی بھی فڑنویس سے خوش نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ بی جے پی تن تنہا اتنی سیٹیں لے آئے گی کہ شیوسینا کی مدد کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ لیکن جب ۱۰۵ امیدوار ہی کامیاب ہوئے تو مودی کو ایک دھچکہ لگا اور وہ سوچنے لگے کہ ہم نے جس پر بھروسہ کیا وہ بھروسے کے لائق نہیں نکلا۔ اسی لئے بی جے پی یہ تو چاہتی تھی کہ مہاراشٹر میں پھر اپنی حکومت بنے لیکن اس نے فڑنویس کو اکیلا چھوڑ دیا۔

بہر حال اب مہاراشٹر کا سیاسی نقشہ بدل گیا ہے۔ شیوسینا، این سی پی اور کانگریس کی حکومت بن گئی ہے۔ ملک کے امیر ترین ریاست بی جے پی سے چھن گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس کا اثر دوسری ریاستوں پر بھی پڑے گا، سیاسی تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ ضرور پڑے گا۔ ویسے بھی ریاستوں سے بی جے پی کا صفایا ہوتا جا رہا ہے۔ ۲۰۱۷ء میں ملک کے ۷۱ فیصد حصے پر بی جے پی کی حکومت تھی جو اس وقت میں محض ۳۵ فیصد پر اس کی حکومت رہ گئی ہے، وہ جس تیزی سے پورے ملک میں پھیلتی جا رہی تھی اسی تیزی سے سکڑتی بھی جا رہی ہے، جھارکھنڈ بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس کا احساس بی جے پی اور اس کے رہنماؤں کو بھی ہے۔ اس لئے وہ اس زوال کو روکنے کی کوئی نہ کوئی کوشش ضرور کریں گے۔ وہ کوشش کیسی ہوگی یہ دیکھنے والی بات ہوگی۔ وہ کوئی خطرناک کھیل بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن بہر حال جو موجودہ رجحانات ہیں ان کے پیش نظر یہ قیاس آرائی کی جاسکتی ہے کہ ملک میں ایک نیا سیاسی اتحاد ابھرے گا اور ملکی سیاست کا منظر نامہ جلد ہی تبدیل ہو جائے گا۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)